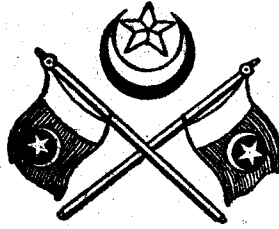


شہنشاہ اسلام



**SHAMS-UL-ISLAM,**  
**BHERA (Pakistan)**

باہتمام ایم غلام حسین - ایڈیٹر - پرنٹر - پبلشر  
نوائی برقی پریس سرگودھا سے چھپکر بھیرا (پاکستان) سے شائع ہوا

# ناظم ملت سے خط

انجمن حمایت الاسلام لاہور کے جلسہ کے موقع پر منعقدہ مشاعرہ میں سکیم عبدالکریم صاحب نے ایک نظم بعنوان ”پنجاب“ پڑھی تھی۔ جسکو بہت پسند کیا گیا۔ اور سامعین نے اسکی بڑی داد دی۔ خود محترم الحاج خواجہ ناظم الدین صاحب گورنر جنرل پاکستان مشاعرہ میں تشریف فرما تھے۔ انہوں نے بھی غور سے اس نظم کو سنا اور داد دی۔ اس طویل نظم میں کے آخری حصہ جو ہمارے نزدیک خاص طور سے اہم ہے قارئین شمس الاسلام کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

(اداسراہ)

بات مرنہ پراگئی ہے کیوں کہ دونوں صاحب  
گھر لٹا سکتی تحریر ملت نہ کر سکتی ہے قوم  
رنگ بٹ لاجا چکا ہے تو بدلتی چلتے  
سیرت و کردار اُنکے مطلقاً بدلے نہیں  
پوچھئے ان سے بھائے مہربانی پوچھئے  
جام و مے بدلیں گے کیا تقدیر پاکستانی؟  
کیا حسینونکو سرخفیل بٹھایا جائیگا؟  
کیا یونہی چلتے رہیں گے ریڈیو وقت نماز؟  
میں تو ہوں تعمیر ملت کے لئے اندھ لگیں

ناظم ملت اگر ہو میری گستاخی معاف  
لیکے ارشاد پر جانیں لڑا سکتی ہے قوم  
حاکمان قوم کو بھی تو بدلتی چلتے  
مسند و فرنگ پر مسلم بے مسند نشین  
اصطلاح قوم کے ان سے معافی پوچھئے  
رشوتوں سے ہوگی کیا تعمیر پاکستان کی؟  
کیا شریفیوں کو یونہی اذول بنایا جائیگا  
کیا نکال فی ہے کوئی سود کی وجہ جواز؟  
میں کروں تنقید تخریبی مرا منصب نہیں

حُب انساں ذوق حق خوف خدا بھی چاہئے  
دل میں ایماں، احترام مصطفیٰ بھی چاہئے

ماہنامہ

## شمس الاسلام

سالانہ چندہ

عوام سے ۱

معادین سے ۵

طلبہ سے ۸

ہر انگریزی ماہ کی  
گیارہ تاریخ کو  
شائع ہوتا ہے

جلد ۲۰ بحیرہ مغربی نیچا۔ بابت ۱۴۲۸ھ مطابق ماہ مئی ۱۹۶۹ء نمبر ۵

## فہرست مضامین

نمبر شمارہ	عنوان مضمون	صاحب مضمون	نمبر صفحہ
۱	ناظم ملت سے خطاب	محترم حکیم عبدالکریم صاحب شرر و نظم	۲
۲	بزم انصار	ادارہ	۴
۳	شذرات		۷
۴	قطعہ تاریخ وفات حضرت صاحبزادہ محمد مقبول الرسول صاحبزادہ و منقولہ اللہ شریف	مولوی حکیم حافظ محمد افضل صاحب بکھروی (بجلوال)	۱۳
۵	خداشات	مولانا محمد حسین صاحب شوق	۱۶
۶	علم دین اور مدارس عربیہ کی اہمیت	مولانا سید سیاح الدین صاحب	
۷	اور انکی موجودہ حالت	کا کا خیل (ڈالٹپور)	۱۸
۸	مختصر حالہ حضرت سجادہ نشین اللہ شریف	حضرت صاحبزادہ محمد محبوب الرسول صاحب شوق	۳۵
۸	آہ حضرت مقبول الرسول صاحب	حضرت پیر سید محمد شاہ صاحب بحیرہ	۳۷
۹	اشرار و مہراج	مولوی محمد رفیق صاحب اختر (دکوال)	۳۸

باہتمام غلام حسین ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر، شنائی برقی پریس سرگودھا سے چھپکر بھیرہ پاکستان سے شائع ہوا۔

# بزم انصار! کارکردگی حزب الانصار

## اپنا فرض

حزب الانصار کے کارکنان جمیع شعبہ جات محنت و ہمت و ہمتی سے خدمت دین میں مصروف ہیں۔ اور ہر ایک خلوص و اللہیت سے اپنا فرض ادا

کر رہا ہے۔

## دارالعلوم عزیزیہ

میں کریم۔ شیخ عطار سے لیکر بخاری شریف تک اسباق پورے ہیں۔ اخیر سال ہونے کے باعث طلبہ سالانہ امتحان کی تیاری میں مصروف ہیں۔ انشاء اللہ العزیز سالانہ امتحان شعبان کے پہلے عشرہ میں ہوگا۔

## توشیحہ

دارالعلوم عزیزیہ کو جاری ہوئے اکیس سال ہوئے ہیں۔ اس عرصہ میں سوائے دورہ حدیث شریف کے باقی تمام فنون کی تعلیم دی جاتی

تھی۔ پنجاب و سرحد کے طلباء یہاں سے فارغ ہو کر ہندوستان دورہ حدیث شریف کے لئے جایا کرتے تھے۔ تقسیم ہندوستان کے بعد ضرورت محسوس ہوئی کہ دولت خدا داد پاکستان میں حدیث شریف کی تعلیم کا انتظام کیا جائے۔ تاکہ متعلمین علوم دینیہ کی تعلیم تشنہ تکمیل نہ رہ جائے۔ اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے سب سے پہلے کارکنان حزب الانصار نے اس کار خیر میں سبقت کی۔ اور حضرت شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ دارالمنقول حضرت مولانا خدابخش صاحب کی خدمات حاصل کر لیں۔ اور حدیث کے دورہ کا اعلان کر دیا گیا۔ حدیث شریف کی تعلیم شروع کرادی گئی۔ سب بفضلہ تعالیٰ شعبان المعظم میں دورہ حدیث شریف پاٹھ تکمیل تک پہنچ رہا ہے۔ اور پندرہ شعبان کو بخاری شریف کا اختتام ہوگا۔ اور طلبہ میں انقلابات نعیم کے پیدا کیے گئے۔ اس طبرکہ نور پر ہندوستان دارالعلوم عزیزیہ کے لئے بالخصوص دعا کی جا رہی ہے۔

## درجۃ القراءۃ

قاری محمد شریف صاحب دس بچوں کو قرآن مجید تھوہ کے ساتھ یاد کرا رہے ہیں۔

## درجہ الحفظ

میں حافظ غلام یسین صاحب پچاس بچوں کو قرآن مجید پڑھاتے ہیں۔

## دارالمبلغین

مولوی محمد امان اللہ صاحب نے مختلف مقامات میں جا کر پیغام حق پہنچایا۔

## آپ کا فرض

کارکنان حزب الانصار آپ سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ اگر آپ خود صاحب نصاب ہیں تو زکوٰۃ و صدقات دیتے وقت بس اس ادارہ کی سرپرستی فرمائیں۔ اور دوسرے اجاب کی توجہ اس طرف منعطف کرائیں۔ کہ اس مدرسہ میں غریب و نادار و یتیم بچوں کی تعلیم و تعلم کا بہترین انتظام ہے۔ اور انکی تعلیم کے علاوہ قیام و طعام سبق طبق کا مدرسہ کفیل ہے۔ مدرسہ کی مستقل ایک جہ بھی آمدن نہیں محض ارباب خیر کی توجہ سے چل رہا ہے۔

آپ اپنے گاؤں سے علم دین پڑھنے کے لئے بھیجئے۔ بالخصوص غریب ادارہ یتیم بچے جہاں تمیں انہیں علم حاصل کرنے کے لئے دارالعلوم عزیز پہ بھیرہ میں بھیجیں۔ حزب الانصار کا چلتا پھرتا مبلغ ماہنامہ رسالہ شمس الاسلام کے خود خریدار نہیں۔ اور دوسروں کو تلقین کریں۔ کہ صرف چار آنہ ماہوار میں گھر بیٹھے مسائل و دینیہ سے واقفیت حاصل کر سکتے ہیں۔ سالانہ چندہ صرف تین روپیہ ہے۔

## سفر کراچی

بانی حزب الانصار فدائے ملت مولانا ظہور احمد گدوی رحمۃ اللہ علیہ دور دراز کا سفر کر کے ارباب خیر کی توجہ مدرسہ کی طرف مبذول کرایا کرتے تھے۔ مگر ان کی وفات کے بعد ان کے جانشین مولانا افتخار احمد صاحب گدوی امیر حزب الانصار گونا گون پریشانیوں کے باعث تین سال تک نہ جاسکے۔ مگر اس سال انسابات کی کثرت اور بیرونی اجاب کے اسرار نے مجبور کیا۔ تو آپ جلسہ سالانہ حزب الانصار کو ختم کر کے دوسرے دن عازم کراچی ہو گئے۔ اور ایک ماہ کے بعد واپس مرکز پر تشریف لائے۔

اگرچہ کراچی میں تجارتی حالات نامساعد گاتھے۔ مگر ارباب خیر نے حسب توفیق دارالعلوم عزیز میہ کی امداد فرما کر خوشنودی آئی حاصل کی۔

اللہ کریم تمام محمدیوں و معادنین کو جزائے خیر دے۔ اور انکو دین و دنیا میں بہ فراز

فرمائیے آمین بالنبی الامین -

شکریہ

مندرجہ ذیل حضرات نے شمس الاسلام کی تو سلیج میں حصہ لیکر ممنون کیا۔  
جزاؤہم اللہ احسن الجزاء -

قاضی گلزار احمد صاحب - قاضی محمد شریف صاحب - خواجہ مشتاق احمد صاحب - خواجہ محمد انور

۳ خریدار ۴ خریدار ۱ خریدار ۲ خریدار

صاحب - خواجہ منظور الہی صاحب - مولوی حکیم برکات احمد صاحب گبوی - مولوی محمد صاحب

۲ خریدار ۱۰ خریدار ۱ خریدار

امید ہے کہ قارئین شمس الاسلام بھی رسالہ شمس الاسلام کی سرپرستی قبول فرما کر عزرائل  
ما جور ہونگے۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاءُآخری پیغام حق حضرت مولانا ظہور احمد صاحب گبوی رحمۃ اللہ علیہ کی آخری تقریر جو  
پہلے شمس الاسلام کے صفحات پر جلوہ گر ہو چکی ہے۔ اور امید ہے زیادہمقبول ہو چکی ہے۔ عام افادہ کے لئے کتابی شکل میں یہ نیا ناظرین کی گئی ہے۔ آخری پیغام حق  
کے متعلق حضرت سجادہ نشین تونسہ شریف تحریر فرماتے ہیں :-”حضرت مگر مضمون مخفور کے آخری کلمات نصائح نہایت ہی گویا رہے ہمارے ناظرین کی  
ہدایت کے لئے مشعل راہ ہیں“ - قیمت ۱۰ محصول لڈاک ۱۰کشف التلبیس مصنفہ مولانا سید ولایت حسین شاہ صاحب دیوری - یہ کتاب  
شیعوں کے مشہور رسالہ ”نور ایمان“ کے جواب میں لکھی گئیہے۔ شیعوں کا یہ رسالہ لاکھوں کی تعداد میں طبع ہو کر ہزار ہا ہستی نوجوانوں کی گمراہی کا باعث  
بن چکا ہے۔ شیعہ روسا کی طرف سے سنیوں میں مفت تقسیم ہوتا رہتا ہے۔ شیعوں کی اسظلمت کفر کا عقلی و نقلی جواب دلائل سے مزین پیرایہ میں مبلغ رد اس کتاب میں موجود ہے۔  
شیعوں کے تمام ملائین اور اعتراضات کے جواب دئے گئے ہیں۔ قیمت حصہ دوم ۸

حصہ سوم ۶ (پہلا حصہ ختم ہو چکا ہے) ہر دو حصہ طلب کرنے پر ۱۲۔ علاوہ محصول لڈاک

ملنے کا پتہ

منیجر جدید لا شمس الاسلام لا حایر لا پاکستان

# شدات

## قرارداد مقاصد کمیطابق عمل کی ضرورت (ادارہ)

۱۲ مارچ کو پاکستان دستور ساز اسمبلی میں قرارداد مقاصد پاکستان

کے ذریعہ سے حکومت پاکستان نے یہ اقرار کر دیا ہے۔ کہ یہاں مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی قرآن و حدیث کے مطابق منظم کی جائیگی، اس اقرار کے بعد چاہئے تھا کہ حکومت اپنے سارے وسائل و ذرائع کو اس مقصد کے حصول کے لئے مختص کر دیتی۔ اور ماحول کو سازگار بنانے کے لئے عملی جدوجہد شروع کر دیتی۔ سرکاری اداروں میں قرآن و حدیث کے مطابق نظام زندگی کے لئے تدابیر سوچتی۔ اور ہر دیکھنے والے کو ہر شعبہ میں یہ محسوس ہوتا کہ اپنی منزل مقصود متعین کرنے کے بعد قدم اس منترل کی طرف اٹھنے لگے ہیں۔ مگر دیکھا یہ جاتا ہے کہ کعبہ کی طرف جانے کا اعلان کرنا ”الترکستان“ کی راہ پر بڑھتے چلا جا رہا ہے۔ ”روشنی کے مینار“ کے باوجود اجالا پھیلتا ہوا نظر نہیں آتا۔ بلکہ ذمہ دار حلقوں کی طرف سے اندھیرا بھیلانے کی کوششیں پورے ہیں۔ جن لوگوں کا یہ فریضہ ہے کہ وہ مسلمانوں کی زندگیاں قرآن و حدیث اور احکام و قوانین اسلام کے سانچہ میں ڈھالیں وہ خود غیر اسلامی زندگی اختیار کئے ہوئے ہیں۔ اور قوم کو غیر اسلامی زندگی اختیار کرنے کی عملی تلقین کر رہے ہیں۔ اور تو بھوڑے خود محرک قرارداد اور ہمارے محترم وزیراعظم صاحب کی یکم صاحبہ مسلمان عورتوں سے پردہ توچنے اور زینت محفل و بازار بننے اور بے پردگی و بے حیائی کے وعظ کرنے میں مصروف ہیں۔ مینا بازاروں کا زور پور ہے۔ اور ظاہر ہے کہ مخصوص کیفیات و حالات، اور اثرات و لوازمات کے اعتبار سے یہ یقیناً غیر اسلامی اور مزاج اسلام سے مطابقت نہ رکھنے والا مشغلہ ہے۔ زبان سے تو ہم اسلام، اسلامی حکومت، اور قرآن و حدیث کا نعرہ لگاتے ہیں مگر عمل سراسر کسی دوسرے رنگ میں؟ تو قول و عمل کا یہ تضاد کتنے خطرناک نتائج اور کبوتر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون۔ کے مطابق اللہ تعالیٰ کے مقت و غضب کا موجب بن سکتا ہے۔ ہم عام مسلمانوں سے درد مندانہ اپیل کرتے ہیں کہ وہ خود بھی اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگیوں کو اسلامی بنانے اور سابقہ حالت میں انقلاب پیدا کرنے کی پوری کوشش شروع کریں۔ اور تمام ایسے وسائل

و ذرائع اور تدابیر کو اختیار کریں جن سے قوم کی حالت سنور سکتی اور اسلامی بن سکتی ہے۔ اور اسکے ساتھ ہی رائے عامہ کی قوت سے اپنے اُن نمائندوں پر دباؤ ڈالیں جن کے ہاتھوں آج کل پاکستان کا زمام اختیار ہے۔ کہ وہ قرارداد مفاد کے مطابق اسلام کو ہر شعبہ زندگی میں عملاً نافذ کرنے کی ابتداء کریں اور یہ محسوس کرائیں کہ ۱۲ مارچ کے بعد ہم بدل گئے ہیں اور ساری قوم اور ملک کو اسلامی ضوابط کے مطابق بدلنا چاہتے ہیں۔ اور اگر اُن میں یہ اہلیت نہیں کہ اپنے کئے ہوئے وعدہ کو پورا کر سکیں اور منزل مقصود کو متعین کرنے کے باوجود اس منزل کی طرف قدم اٹھانے کی طاقت اپنے اندر نہیں پاتے۔ تو پھر قیادت و ذمہ داری کو چھوڑ کر خود مقتدیوں کی صف میں کھڑے ہو جائیں۔ اور جن میں ان ذمہ داریوں کے اٹھانے کی اہلیت و استعداد ہے ان کو موقع دیں کہ وہ قوم کی کشتی کو اس ساحل مراد تک پہنچائے جائیں۔ جس ساحل تک پہنچنا ہمارے اقراء کے مطابق پاکستان کا مقصد وجود ہے۔ جو ملاح اس کشتی کو گمے نہیں سکتے طوفانوں اور گردابوں سے گھبرا کر یا اپنی نا سمجھی سے کشتی کو مخالف سمت لے جا رہے ہیں چاہئے کہ چٹوانکے ہاتھ سے لیکر دوسرے ملاحوں کے حوالہ کیا جائے۔ آخر ہمیں تو ملاحوں کی ذات سے کوئی عقیدت و محبت نہیں۔ ہم تو ایک منزل مقصود اور ساحل مراد تک پہنچنا چاہتے ہیں اور اس کو محبوب رکھتے ہیں۔

## قمر کے چند شعرا و رحقائق کی ترجمانی

انجمن حمایت الاسلام لاہور  
کے سالانہ جلسہ کی تقریب

پر لاہور میں ایک عظیم الشان مشاعرہ منعقد ہوا۔ گورنر جنرل پاکستان خواجہ ناظم الدین صاحب بھی اس مشاعرہ میں تشریف فرما تھے۔ بہت سے شعراء نے اپنے اپنے مذاق کے مطابق اشعار پڑھے۔ اور ہر شخص نے اپنے اپنے مذاق کے مطابق اشعار کی داد دی اور لطف اٹھایا۔ کسی شاعر نے محض ”ادب کی خدمت کی اور ”ادب برائے ادب“ کے نظریہ کے مطابق بے مقصد مضامین کو مقفی و موزون عبارت میں پیش کیا، کسی نے خواجہ ناظم الدین صاحب کی قصیدہ گوئی اور مدح سرائی میں زمین و آسمان کے قلابے ملا کر ازمنہ باضیہ کے شاہی درباروں کی یاد تازہ کی۔ اور اکثر سامعین کے ذوق سلیم کو مجروح کیا۔ کیونکہ اس دورِ حریت میں قصیدہ خوانیوں کو گوارہ نہیں کیا جاسکتا۔ اور کسی محبوب سے محبوب فرد کی مدح سرائی



میں بھی شاعرانہ مبالغہ آرائیوں کو ذوق سلیم پر ایک بار سمجھا جاتا ہے۔ اور کسی نے خاص نظریہ زندگی کے ماتحت ماحول پر غائرانہ نظر ڈالنے کے بعد گرد و پیش کو جس رنگ میں رنگیں پایا نالہ موزوں کی شکل میں اسکی ترجانی کی، اور خون کے آنسوؤں کو نظم کی لڑی میں پرو کر ناظم الملک کے سامنے وہ عقد مرجان پیش کیا۔ تمام اخبارات کی روایت ہے کہ ایسی نظم حکیم عبدالکیم صاحب ٹر کی تھی، ثمر صاحب نے اپنی حق گوئی و بے باکی سے اُن مردان مومن کی یاد تازہ کر دی۔ جو حاکم وقت کے سامنے بھی سچی بات کہنے سے نہیں ہچکچاتے تھے۔ سامعین نے اس نظم کی بڑی داد دی۔ اور سینکڑوں یورپیہ چندہ جمع ہوا۔ خود خواجہ صاحب نے بھی اسے بڑے غور سے سنا اور داد دیتے رہے، ثمر صاحب کی اس نظم کا عنوان تھا ”پنجاب“ ابتدا میں انہوں نے پنجاب کی سیاسی، علمی، ادبی اور دینی عظمت و شہرت اور امتیازی خصوصیات کا ذکر کیا ہے۔ اور پھر غلط کار قائدین خود غرض رہنماؤں اور ملت فروش لیڈروں کے ہاتھوں جو اسکی بدنامی ہوئی اسکو میان کر کے بتایا ہے کہ اس مردم خیز خطہ میں اب بھی قحط الرجال نہیں۔ اس لئے اُن چند غداروں کی وجہ سے پنجاب کے فرزندوں کو پامال خرام اور صوبائی تعصب و فرقہ داری کا شکار نہیں بنانا چاہئے۔ یہاں کے صاحب اخلاص، سنجیدہ، دبر، شریف، خادمان ملک و ملت عظمت اسلام کا احساس رکھنے والے صاحب فضل و کمال اب بھی صحیح قیادت و رہنمائی کر سکتے ہیں۔ اس لئے انکو آگے بڑھانے کا موقع دینا چاہئے۔ کہتے ہیں ثمر صاحب نے پنجاب و اہالیان پنجاب کی ترجانی کرتے ہوئے جب درمیان میں یہ کہا

لکھنؤ سے اڑکے جو اُٹے ہوئے دوش پر۔ خندہ زن ہیں کھلیاں انکی بساط ہوش پر

تو ”بجلیوں کی خندہ زنی“ کے ساتھ سامعین بھی خندہ زن ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ یہ تو کسی نے نہیں بتایا کہ ناظم الملک نے اپنے خندہ کو بہ تکلف ضبط کیا۔ یا وہ مسکرائے بغیر نہ رہ سکے۔ مذاق سخن“ رکھنے والے حضرات اس شعر کو نظم کے اس حصہ میں سب سے زیادہ اہم اور ترجان حقیقت قرار دیتے ہیں۔ اور سمجھنے والے خود سمجھتے ہیں کہ یہ شعر کتنی داستانوں کا عنوان ہے۔ اور اڑن کھول کے ذریعہ دوش ہوا پر ”بار“ بن جانے کے وقت سے میکر کے ”راولپنڈی کے مقدمہ غبن کی وکالت“ تک کے اس عرصہ کی کتنی ہوشمندیوں کا افسانہ طویل اس کی شرح میں سنایا جاسکتا ہے۔

درحقیقت ہم کو بھی اس مسحور کن شعر کے باعث خندہ پس منظر نے اس قدر بے ہوش و بیخود کر دیا کہ اس ارادہ کے باوجود کہ نظم کے اس ابتدائی حصہ کے متعلق اس مختصر شذرہ میں کچھ نہ لکھیں گے۔ اتنا کچھ لکھنا پڑا۔ ہم تو صرف ان چند حقائق کی طرف قارئین کرام کو توجہ دلاتے ہیں۔ جو اثر صاحب نے،

ناظم ملت اگر ہو میری گستاخی معاف - بات مہنہ پر آگئی ہے کیوں کہ دس ماما  
کہہ کر صاف گوئی سے کام لیا ہے۔ اور مکمل کر کے سنایا ہے کہ

مالکان قوم کی بھی خود بینی چاہئے - رنگ بدلا جا چکا ہے بڑ بد بینی چاہئے  
مسندِ افراگ پر مسلم ہوئے مسند نشین - سیرت و کردار انکے مطلقاً بے نہیں

اور استفسار کے لمحہ میں۔۔۔ گستاخی معاف کی درخواست۔۔۔ کے بعد کس قدر اہم اور بنیادی سوال پیش کیا ہے کہ

رشتوں سے ہوگی کیا تعمیر پاکستان کی؟ - جامِ دے بدلیں گے کیا تقدیر پاکستان کی؟

شاعر یہ خود جانتا ہے کہ اصلاح خواجہ ناظم الدین صاحب تو کیا کوئی شخص بھی اس سوال کے جواب میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ۔۔۔ ہاں! تو پھر سوال کا مطلب کیا۔۔۔ مقصد یہ تھا کہ ناظم ملت اس کے جواب میں صرف زبان سے۔ نہیں؟ نہ فرمائیں۔ بلکہ عمل سے اس سوال کا یہ جواب دیدیں کہ پاکستان کی تعمیر رشتوں سے نہیں ہو سکتی۔ اور اپنی ساری قوت سارے احقیات حکومت اور ساری ذہانت و فطانت اس طرف متوجہ کر کے پاکستان سے رشوت کی اس لعنت کو دور کرنے کی کوشش فرمائیں۔ اور ان بڑوں کا استیصال کریں جنکے سر سبز رہتے ہوئے اوپر کی کوئی شاخ تراشی کا میاب نہیں ہو سکتی۔ اور رشوت کا لینا دینا بند نہیں ہو سکتا۔ ان تمام خرابیوں کی بڑیں ہیں، خدا فراموشی، آخرت پر بچتہ عقیدہ نمونا، جواب دہی کے احساس کا فقدان، مادہ پرستی، محبت مال، اور اسلامی نظریہ زندگی سے غفلت و جہالت۔۔۔ اور اسی طرح عملاً یہ بتا دیا جائے کہ جامِ دے سے پاکستان کی تقدیر نہیں بدل سکتی۔

بلکہ شمشیر و سنان، اور توپ و تفنگ سے اہم و اقسام کی تقدیریں بدلا کر تی ہیں۔ اس لئے جلد از جلد یہ عملی جواب دیا جائے۔ کہ پاکستان میں شراب خانوں کو قفل چڑھا دئے جائیں۔ اور جام و مینا کا یہ مشغلہ ہر حصہ ملک سے پوری جدوجہد کے ساتھ کیسر ختم کیا جائے۔ پنجاب میں اتنا شراب کے حکم کو خلاف قانون و خلاف دستور حکومت قرار دینے کے بعد مذمت

کے عاشقوں کو پھر اپنی اس معشوقہ سے بوسہ کنارہ واستمتاع کی کھلی چھٹی مل گئی ہے تو کیا ناظم الملک کے پاس ایسی کوئی تدبیر نہیں کہ وہ اس جام وئے پر پابندی لگا سکے؟ اور ایسا کوئی تعویذ نہیں جس سے وہ اس معشوقہ اور اسکے عشاق کے درمیان جدائی ڈال کر اس ام انجمنائٹ کی خباثتوں کو ختم کر دے؟

اس سوال کے بعد غر صاحب نے ایک اور استفسار کیا ہے؟

کیا شریفیوں کو یونہی ارذل بنایا جائیگا؟ کیا حسینوں کو سرمحل بٹھایا جائیگا؟

”شریف“ کس کو چہ میں جا کر ”ارذل“ بنائے جاتے ہیں۔ اور کونسی محفل ہے جس میں سرمحل ”حسین“ بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں۔ جہاں حسن کا سودا ہوتا ہے۔ اور جہاں چند کمکوں کے عوض گو ہر عصمت بکا کرتا ہے۔ یہ اشارے کنائے نہیں، بلکہ تصریحی الفاظ ہیں، پاکستان یعنی پاک استان، پاکوں کی اس بستی میں ہر شہر میں ناپاکی اور گندگی کے اڈے موجود ہیں چوری چپکے، اور رات کی اندھیروں میں حسینوں کا اور اپنا منہ کالا کرنے کا ذکر نہیں، اس کا علاج شاید دیر طلب ہے۔ اگرچہ اس کے وسائل و ذرائع کی ابتداء بھی ابھی کرنی چاہئے۔ ذکر سرمحل بیٹھنے والیوں کا اور شریفیوں کو ارذل بنانے والیوں کا ہے۔ اور ذکر اس کا ہے کہ بیٹھنے کی یہ لائسنس کس نے دی؟ کس نے شہر کے محلوں میں سے ایک محلہ اسی کے لئے مخصوص کیا؟ شاعر بیٹھنے والیوں پر اتنا تکبر نہیں کر رہا۔ بلکہ بٹھانے پر اسے تعجب ہے۔ اور سوال یہ کر رہا ہے کہ پاکستان بن جانے کے بعد اور قرارداد مقاصد منظور ہونے اور اسلام کے مطابق انفرادی اور اجتماعی زندگی کو منظم کرنے کی ذمہ داری اٹھانے کے بعد بھی کیا حسینوں کو سرمحل بٹھایا جائے گا؟ اگر جواب میں یہ کہا جائے کہ نہیں بٹھایا جائیگا۔ اور جواب اس کے سوا اور ہو کیا سکتا ہے؟ تو پھر سوال یہ ہوتا ہے کہ جب اب تک تو ہر شہر میں یہ بارونق کوچے پورے شباب کے ساتھ اس ”نہیں“ کی نگذیب کر رہے ہیں۔ تو اتنے بڑے ذمہ دار آدمی کا ایک چیز کے کھلے بندوں موجود ہوتے ہوئے ”نہیں“ کہنا ایک محضہ سا ضرور ہے۔ بہر حال سوال اہم ہے۔ اور شاید کچھ ایسا جواب چاہتا ہے جس سے واقعی دل کی تسلی ہو سکے۔

حسینوں کے سرمحل بٹھانے کی اور بھی بہت سی صورتیں ہو رہی ہیں۔ دینا بازار، کراچی میں سالانہ مقابلہ حسن، مرس پاکستان کے خطاب کی بخشش اور اس طرح حسین سے

صدیق بننے کی ترغیب، ان سب کے متعلق سونل ہے کہ کیا مغربی تہذیب کی یہ برکات پاکستان میں رہیں گی۔ شاعر کے منہ پر نہ جانے کیوں اسوقت باتیں آگئی ہیں۔ اور گستاخی معاف کی درخواست کرتا ہوا صاف صاف پوچھتا ہے۔ اب ایک اور معتمد حل کرنا چاہتا ہے۔ کیا نکل آئی ہے کوئی سود کی وجہ بواز؟ کیا یونہی چلتے رہینگے ریڈیو وقت نماز؟ آخر شاعر کو بواز سود کی وجہ پوچھنے کی ضرورت کیا پیش آئی۔ اور اسکو شبہ کہاں سے ہوا اور کیوں ہوا؟ اُسے شبہ اس سے پیدا ہوا کہ پاکستان میں بینک کا نظام جو سودی کاروبار ہے پہلے کی طرح جاری ہے۔ بینک سے سودی کاروبار نکال کر غیر سودی بینک کے نظام کے بارے میں عملی اقدام تو کیا اسکی طرف توجہ بھی نہیں۔ اور سابقہ سودی نظام پر پوری قناعت ہے۔ بلکہ خود حکومت نے سٹیٹ بینک اسی سابقہ غیر اسلامی نظام کے مطابق قائم کر دیا ہے۔ حکومت سودی قرضہ طلب کرتی ہے جس میں سود کو ”منافع“ کا نام دیکر حرام کو حلال کا نام رکھ کر ارتکاب حرام کی پیشین گوئی کی تصدیق عملاً کر دی گئی ہے۔ سودی لین دین کو اب بھی قانونی وجہ بواز حاصل ہے۔ ان تمام حالات کو دیکھ کر شاعر سوال کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ کہ اگر سود حرام ہے تو پاکستان میں پھر اس کا وجود کیوں؟ اور اگر حلال ہے۔ تو بتائیے کہ وہ وجہ بواز و علت کوئی نکل آئی ہے۔ **یَلٰیٰنُوْا تُوجِّیْوْا**

شاعر کے ذہن میں یہ حقیقت ہے کہ انگریزی عملداری میں ہندوؤں اور مسلمانوں کا عملی اختلاف گائے کی قربانی اور مسجدوں کے قریب تھواروں پر باجہ بجانے سے شروع ہوا تھا۔ اور وہی اختلاف بڑھتے بڑھتے نازک صورت اختیار کرتا گیا۔ اور پھر ہر معاملہ میں ایک دوسرے کو شک و شبہ کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا۔ اور یہ چیز آخر کار نظریہ پاکستان کی محرک بن گئی۔ تو اب پاکستان کے وجود میں آنے کے بعد اور دوسری اصلاحات سے قبل مساجد کے قریب وجوار میں کم از کم باجوں اور گائوں کو تو کسی صورت میں برداشت نہ کیا جاتا۔ جو چیز پاکستان کو وجود میں لانے کا باعث بنی۔ آخر اس کو اس قدر بھول کر بالکل اسکی ضد کو اختیار کرنا انتہائی تعجب انگیز صورت ہے۔ مگر اب پاکستان میں عملاً کیا ہو رہا ہے۔ مسجدوں کے دروازوں کے عین سامنے گلی کو چوں اور مٹرکوں پر خود مسلمان شادی بیاہ کے موقعوں پر بینڈ بجاتے ہیں۔ بار ہا ٹھیک اسوقت بجاتے ہیں جبکہ اندر مسجد میں جماعت کیساتھ نماز ادا ہو رہی ہے۔ مگر اب کسی مسلمان کو اس پر تنبیہ نہیں آتا۔ کیونکہ اب یہ سب کچھ کنوینا

ہندو نہیں مسلمان ہیں۔ اور مسلمان جو کچھ کرتا ہے وہ اسلامی ہوتا ہے؟ اسی طرح قرارداد مقاصد میں مسلمانوں کی زندگی کو اسلام کے مطابق بنانیوالی حکومت ریڈیو کے ذریعہ خوب اسلام پھیلا رہی ہے۔ گانے بجانے، فلمی غزلوں، اور طوائفوں کی دلربا آوازوں کے اس محکمہ میں اور کوئی چیز ہے ہی نہیں۔ کوئی اصلاحی، اسلامی، اخلاقی پروگرام تو ریڈیو کے ذریعہ نشر ہو ہی نہیں سکتا۔ لیکن اس ظلم و ستم کے ساتھ ساتھ پھر یہ مزید بغی و طغیان ہے کہ اوقات نماز ہی میں کسی آبرو باختہ مغنیہ سے باجوں گاجوں اور چنگ و رباب کے ساتھ گانا سنایا جاتا ہے۔ ایک طرف مسجد کے اندر کوئی عالم دین خواہ مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی کیوں نہ ہوں اشد کلام پڑھتا ہوا مسلمانوں کو باجماعت نماز پڑھاتا ہے اور دوسری طرف مسجد کے دروازہ کے باہر ہی متصل کسی مکان یا دکان میں پاکستان ریڈیو کے اسٹیشن سے کوئی اقبال بانو، یا فلمی دیوی، فلمی گانا موسیقی کے پورے کمالات کے ساتھ رس بھری آواز سنا رہی ہے۔ اسی کشمکش میں نماز کہاں پڑھی جاسکتی ہے۔ قرآن مجید کہاں سنا جاسکتا ہے۔ حضور قلب کہاں باقی رہ سکتا ہے۔ یقیناً ”کلیسا آگے اور کعبہ پیچھے“ رہ جاتا ہے۔ اور کربابی قوت کے ذریعہ سے فضائی لہروں سے اخذ کی ہوئی اور پھیلائی ہوئی آواز جو سیکڑوں تنخواہ پانے والی ”ملکہ حسن“ کے گلہ سے نکلی ہوئی ہوتی ہے۔ لاغر و نحیف اور سوکھی روٹیاں کھانے والے مسجد کے ملاجی کی آواز پر غالب آ جاتی ہے۔ یہ صورت حال عرصہ سے جاری ہے۔ جو نماز پڑھتے ہیں اور جنہیں اس سے انتہائی تکلیف ہوتی ہے وہ احتجاج کی برأت نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اس عرضداشت کو بھی تحریری تنقید قرار دیا جائے گا۔ اور جو احتجاج کر سکتے اور خداوندان ریڈیو تک اپنی آواز پہنچا سکتے ہیں وہ نہ نماز پڑھتے ہیں نہ مسجد میں آتے ہیں۔ نہ انہیں کوئی روحانی اذیت محسوس ہوتی ہے۔ بلکہ وہ تو اس پر خوش ہیں کہ ہر وقت فلمی گانوں اور کسی دیوی کی سریلی آواز سے اپنا نفس موٹا کرتے جائیں اور انکو یہ ”روحانی غذا“ ہر وقت ملتی رہے۔ خوش قسمتی سے ہمارے گورنر جنرل اسحاق ہونے کے ساتھ نمازی بھی ہیں۔ مگر صاحب کو خدا نے ایک موقع نصیب کیا ہے۔ کہ ان حاجی اور نمازی ناظم الملک صاحب سے سوال کر کے یہ معلوم کرے کہ آخر نماز اور ریڈیو، قرآن اور گانوں، امان دین اور فلمی دیویوں کا یہ مقابلہ کب تک جاری رہے گا۔ اسلئے صاف صاف پوچھ رہا ہے۔

کیا یونہی چلتے رہیں گے ریڈیو وقت نماز؟

اور ساتھ ہی عرض کیا کہ میں یہ تخریبی تنقید نہیں کر رہا ہوں۔ جو نمازی ہوگا تخریبی تنقید تو اسکا منصب ہی نہیں بلکہ یہ میں تو ہوں تعمیر ملت کے لئے اندوہ گیں۔

اخبارات کی روایت تو یہ ہے کہ نثر صاحب کو اس نظم پر ہر طرف سے داد دی گئی۔ اور ناظم ملت نے بھی داد دی۔ لیکن کیا خوب "کیا خوب" کو تو ہم ان اشعار کی داد نہیں سمجھتے۔ خوش ہو کر انجمن حمایت اسلام کو کچھ چندہ دینا بھی اس کی کچھ داد نہیں۔ داد یہ ہوتی کہ خواجہ ناظم الدین صاحب اس وقت ان سوالات کا جواب دیکر فرمادیتے کہ آپ کی صاف گوئی اور حقائق کی ترجمانی سے میں بڑا خوش ہوا۔ اور آج سے میں عملی جواب دینے کا وعدہ کرتا ہوں اور میں اپنے سارے اختیارات اور اقتدار حکومت کو اس کے لئے صرف کرتا رہوں گا۔ یہاں سے رشوت ستانی اور رشوت دہی ختم ہوگی، جام دے گا دور بالکل باقی نہ رہے گا۔ بدکاری کے اڈے اور فحاشی کے مراکز چمکے سینما وغیرہ یکدم اٹھا دیئے جائیں گے۔ سودی کاروبار کو ختم کر کے اسکی بجائے غیر سودی بینک کا نظام تجویز کیا جائے گا۔ اور ریڈیو سے گانے بجانے بند کئے جائیں گے۔ اور وقت نماز ریڈیو چلنے بند ہوں گے۔ ..... یہ کہا جاتا ہے کہنا ٹھیک تھا کہ داد دی گئی ورنہ یہ رگوں میں دوڑنے پھرنے کے ہم نہیں قائل ہوا آکھ ہی سے نہ ٹپکے تو وہ لہو کیا ہے۔

قطعہ تاریخ انتقال ملا و وفات حشر آیات حضرت مولانا  
وبالفضل والنا صاحبزادہ محمد مقبول الرسول صاحب نشین

للہ شریف ضلع جہلم نور اللہ مرقدہ

از محترم مولانا حکیم حافظ محمد آصف صاحب مولانا مولوی حاجی غلام محی الدین صاحب مرحوم سکندر کبریا ضلع شاہ پور الحال مقیم چکنہر شمالی تحصیل بھنوال ضلع شاہ پور

درینا حضرت والا مناقب !	مکرم محترم عالی مناصب
جناب قبلہ حاجات عالم	شیخ والا لقب ذی جہاء اکرم
کہ مقبول الرسول اہل کمالات	یہ عرفان مصدر انوار و ہرکات

خلیفہ کامل و ہم غلف اسعد  
ذکی و عالم و ذمی و دمع و تقوی  
رفیع المنزلت منظور درگاہ ....  
امام و ہادی فیاض دوران  
زدینا ناگہاں زد کوس رحلت  
بہ عمر نوجوانی آہ یوشید .....  
چہ ذاتش مخزن فیض و ہدی بود  
ہزارا فوسس آن خورشید تابان  
ربیع الثانی اندر سلازیدہ بود  
حیاتش دامن سہ زائد بر چہل سال  
بعالم از فراقش ظلمت افروز  
ز داغ فرقتش خدام و احباب  
بشد زین حادثہ جاننا المناک  
کہ امی دل کہ زین غم شد نہ بریاں  
ولے جز صبر چارہ نیست کس را  
چو افضل این خبر جا بجاہ بشنید  
پیشے تعمیل ارشاد گرامی !  
کرم بندہ زبیب مسند ارشاد  
شہ مخموب حق آن پیر لبت  
کہ از سوز غم حضرت آخ خویش  
پئی تاریخ فوت مصد بود  
تفکر کرد با صد درد و غمنا  
منودہ فکر باز از سال رحلت

جناب پیر لبت فیض سرمد  
ولی صاحب درجات علیا  
جلیل القدر نعم القہر آواہ  
خلیق و صاحب الطاف و احسان  
بوصل حق تعالی سوائے جنت  
منور چہرہ خود رشک خورشید  
سراسر منبع حلم و عیا بود  
بہ غرب لحد از ما گشت پنهان  
کہ چون از دار دوں رحلت بفرمود  
ازاں شدہ پاکبازی - ہر او دال  
غم درنج و مصائب گشت موجود  
شدہ چون باحی بے آب بیاب  
مگر ہم پارہ پارہ سینہا چاک  
کہ چشمے کونہ شد زین صدمہ گریاں  
بہ غم پیش قضا و حکم مولا  
گر قمار غم و صدمہ رخ گردید  
مفیض الخلق ممدوم الانام  
بحق پیر ہدی ذوالفضل امجاد  
برادر اصغر آن مقبول درگاہ  
شدہ غمگین بند بر جان و دل ریش  
بایں عاجز ترین ارشاد فرمود  
برفت آن مرشد کامل - بگفتا  
کہ - غائب نور حق - گفتا بحیرت  
۱۳۹۸ھ

بگفتا بار دیگر شد چو مستول

کہ - نعم القہر آواہ شیخ مقبول  
۱۳۹۸ھ

# خداشات

(مولانا محمد حسین ضا شوق پیلانوی)

اکثر اوقات جو افعال و اعمال افراد و اشخاص کے لئے مضر معیوب اور غیر مفید ہوتے ہیں۔ بعینہ ایک قوم اور جماعت کے لئے بھی باعث ذلت و نکبت ہوتے ہیں۔ مثلاً غفلت کا ہلی، جمود، تعطل، اور خود فراموشی جیسے ایک فرد اور شخص کے لئے قبیح اور قابل نفرت و ملامت ہے۔ اس طرح اگر یہ مذموم عادات و علامات پوری قوم سالم ملک اور ساری جماعت میں ظاہر ہونے شروع ہو جائیں تو بطریق اولیٰ ذلت و ادبار پستی و ہلاکت کا موجب ہو سکتے ہیں۔ ذرا دباغ پر زور دیکر غور فرمائیے ایک جاں بلب مریض کو تریاق کی بجائے زہر پلا ہل کے پیام پلانے شروع کر دیئے جائیں، زخموں سے نڈھال درد و کرب سے بیتاب و بیقرار انسان کی فصد کھولنے کا ارادہ کر لیا جائے، پوٹوں سے چوڑ اور ضربات سے معمور آدمی کو ننگے بدن تیز نوکیلے اور درشت سنگریزوں پر بے تحاشا گھسیٹنے کی مشق ستم کا آغاز کر دیا جائے اور پھر بایں ہمہ غیر معمولی تیماردادی و چارہ گری کے بجائی صحت اور درستی مزاج کی امید۔ کوئی کار فرما کوڑھ مفر انسان ہے ایسی حکمت و مسیحائی کے معجزہ صفت زود اثر اور تیر بہدف علاج کا انکار کر سکتا ہے۔ ہر ترسم نرسی کعبہ ای اعرابی۔ کہ اس راہ کہ تو می روی بترکستان است۔

وہیے تو ہر ایک قوم کی ترقی کی ابتداء محنت و جفاکشی اور سچائی سے شروع ہوتی ہے۔ لیکن امت مسلمہ کے لئے تو بلا استثناء ادوار و اعصار ہر وقت اور ہر زمانہ میں جافشانی و جان سپاری کے علاوہ احکام خداوندی اور فرامین مصطفوی کی اتباع ہی سے سرفرازی و سر بلندی کی ابتداء ہوتی ہے اور اسی پر ہی انتہاء۔ یَالِیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ۔

صد سالہ فرنگی سیاست و تہذیب کی ساحرانہ سنگین گرفت کی وجہ سے عرب و مکرور مسلمان کو جو مذہبی، معاشرتی، سیاسی، تمدنی اور اخلاقی لحاظ سے بالکل ناکارہ و پسماندہ ہو چکا تھا۔ اس برائے نام ظاہری اور چمکدار آزادی کی وجہ سے (خواہ وہ کتنی ہی کھوکھلی اور بوسیدہ کیوں نہ ہو) اک آس بندھ گئی تھی۔ امید کی اک ہلکی سی شمع نمودار ہوئی شروع ہو گئی تھی۔ چند ساعت اطمینان کا سانس لینے کی توقع پیدا ہو گئی تھی۔ لیکن ہماری شومی قیمت کی چند منہوس ساختیں



شاید ابھی اور باقی تھیں۔ کہ ایسے نزار ولاچار مریض پر بیمار سے لقمان صفت چارہ گروں اور مسیحا سنت حکیموں نے عمل جراحی شروع کر دیا۔ فَوَاسَفَا عَلٰی مَا قَرَّطْنَا۔

جس مذہب نے دنیا کو علم اخلاق کی تعلیم دی تھی۔ جس تہذیب نے انسانیت کو سرزندگی بخشی تھی۔ جس قانون نے قوموں کو لازوال ابدی نہ ختم ہونے والی عظیم الشان درخشان زندگی عطا کی تھی آج چند مغرب زدہ متعفن و مسموم دماغوں والے بے تحقیق انسان اُس آسمانی قانون اُس ملکوٹی مذہب اُس جان بخش و جان فزا تہذیب کی تصحیح و ترمیم، انسانی حقوق کی تحدید و تقدیر کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ ہماری رسوائی و شوخ چٹھی پستی و ذلالت کا کوئی اور مدخلہ بھی باقی رہ گیا ہے۔ دے دے کر بے پروا ہو گئے۔

ستم بالائے ستم یہ کہ اندھیرے کا نام روشنی، ذلت کا نام عزت، مرض کا نام صحت رکھا جا رہا ہے۔ برسر بازار، روز روشن، میں ہانکے پکارے۔ کوئی چلے مانس اتنا بھی منہ سے نہیں کتا۔ بھوٹ بول رہے ہو۔ بکواس کر رہے ہو۔ ناموش ہو جاؤ غم غمگناہ بدتر از گناہ۔

جلسوں میں گاڑیوں میں محفلوں میں جب یہ عقل و تدبیر کے ٹھیکیدار بڑی محسوس سے بغیر سوچے سمجھے ہی فرمادیتے ہیں۔ ”کیا یہ خلازم کے سٹرل مینون خطی اس با وقار ملکی آزادی کو چند سال پنپنے کی مہلت نہیں دے سکتے۔ کیا نفاذ شریعت کا ابھی ابھی کوئی موقع ہے۔ ابھی ہزاروں کمزوریاں لاکھوں ترقیاں باقی ہیں۔“

تو بلا توقف ایسے محبوب عقل و انصاف کا۔ ایسی کردہ ذہنیت و بہالت کا منہ فوج لینے کو جی چاہتا ہے۔ گویا اسلام ترقی کے لئے سد یا جوج ہے۔ پستی واد بار کا کفیل ہے

ع لٰن یصلح العطار ما افسد لا الہ ہدیٰ

جس میں مڑائے قادیانی کے اپنے علم سوانح و عقائد و عبادت و مسائل و کارنامے تفصیل کیساتھ درج کیے گئے ہیں علاوہ انہیں خلیفہ نور الدین اور مرزا محمود کے سوانح حیات اور ان کے عقائد وغیرہ بیان کیے

میں حیاتِ نبوی کے مشدق نقل و نقل جمع کئے گئے ہیں۔ اس کتاب سے مرزا یحیٰٰ کا مطلقہ بند کر دیا ہے۔ قیمت ۸۰ محمولہ لک ۸۰

اس سال میں صد ہا علماء اسلام کے قوائے جمع کئے گئے ہیں جنہیں لائل افندہ اور برہن قاطع سے فقر و رافض مرزا شیعہ کا ارتداد اور رافضی و مرزائی سے شنی عورت کا نکاح

ناچتر ثابت کیا گیا ہے۔ حجم ۱۰۰ صفحہ قیمت ۸۰ محمولہ لک ۸۰

ملنے کا پتہ :- منیجر جدید لا قلم الاسلام بھیرہ (مغربی پاکستان)

# علم دین اور مدارس عربیہ کی اہمیت اور انکی موجودہ حالت

(مولانا سید سیاح الدین صاحب کا خیل)

یہ حقیقت کسی سے مخفی نہیں کہ مسلمان کہتے ہیں جو اپنی زندگی احکام خدا و رسول کی فرمانبرداری و اطاعت پذیری میں گزارے۔ احکام خدا و رسول کی فرمانبرداری اُن کا علم حاصل کئے بغیر کہاں ہو سکتی ہے۔ خیالات و نظریات، اخلاق و اعمال میں اسلام کے سید سے راستے پر چلنے اور اطاعت خدا وندی کے لئے ضروری ہے۔ کہ انسان کو خدائی قانون اور خدائی ضابطہ سے پوری واقفیت ہو۔ اور وہ یہ جانتا ہو کہ خدا کی مرضی کے مطابق زندگی بسر کرنے کا صحیح طریقہ کیا ہے۔ کس بات کو خدا پسند کرتا ہے تاکہ اُسے اختیار کیا جائے۔ اور کس بات کو خدا ناپسند کرتا ہے تاکہ اُس سے پرہیز کیا جائے۔ کیونکہ اگر اُسے سرے سے ان امور کا علم نہ ہو۔ تو وہ اطاعت کس چیز کی کرے گا۔ اس لئے ہر مسلمان کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ خدا و رسول کے احکام و قوانین کو اور زندگی کے خدا وندی شواہد اور طریقوں کو جان لے۔ اور اُسے یہ معلوم ہو کہ قرآن و حدیث میں کن کن باتوں سے ہم کو روکا گیا ہے۔ اور کن کن باتوں کے سچا لانے کا ہم کو حکم دیا گیا ہے۔ اور اسی کو جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے۔ طلب العلم فرض علی کل مسلم۔ احکام الہی کے علم کی طلب ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اور فرمایا تعلّموا الفرائض والقراءات وعلّموا الناس فانّی مقبوضٌ رواہ الترمذی۔ اسی مسلمانو! میراث کے احکام یا تمام فرائض شرعی سیکھو اور قرآن سیکھو۔ اور سیکھنے کے بعد پھر دوسرے لوگوں کو ان کی تعلیم دو۔ اس لئے کہ میں تو تبلیغ احکام کے بعد تم سے جدا ہو کر اللہ تعالیٰ کے ہاں جانے والا ہوں۔ اور فرمایا

تعلّموا العلم وعلّموا الناس تعلّموا الفرائض	اے مسلمانو۔ دین سیکھو اور دوسرے لوگوں کو
وعلّمواہا الفرائض تعلّموا القرآن وعلّموا	سکھاؤ۔ میراث کے احکام اور دوسرے فرائض سیکھو
الناس۔ (دارمی و دارقطنی)	اور لوگوں کو سکھاؤ۔ قرآن مجید سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ۔
اور ارشاد فرمایا۔ خیر کہ من تعلّم القرآن	تم میں بہترین شخص وہ ہے جو قرآن مجید پڑھے

وعلمہ

(بخاری، مشکوٰۃ ص ۱۸۳)

اور فرمایا۔ اَعْرِبُوا الْقُرْآنَ وَاتَّبِعُوا عَنِ اُتْبَةٍ  
وَعَنِ اُتْبَةٍ فِي اُتْبَةٍ وَحَدِّدُوا  
(شعب الایمان ہیثمی ص ۳۷)

اور دوسروں کو پڑھائے۔

قرآن مجید کے معانی و مطالب کھول کھول کر  
بیان کیا کرو اور اس کے غرائب کی پیروی کرو۔ اور  
غرائب سے مراد اس کے فرائض یعنی اوامر۔ اور اس کے  
حدود یعنی نواہی ہیں۔

اور علم قرآن و حدیث کی اس اہمیت اور عظمت ہی کی بنا پر قرآن مجید کی آیات اور  
ارشادات نبویؐ میں علم دین اور علماء دین اور طالبان علوم دینیہ کی فضیلت و منقبت بڑی  
کثرت و خصوصیت کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔ تاکہ اس اہم اور بنیادی کام کی طرف لوگ  
خاص طور سے توجہ کریں۔ اور ان درجات و مراتب کے حصول کی غرض سے تعلم و تعلیم  
کا یہ سلسلہ باقی رکھیں۔ اور قیامت تک علوم نبوت اور احکام الہی کا چشمہ فیوض جاری  
رہے۔ چنانچہ خداوند تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

(۱) يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَ  
الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ (مجادلہ ص ۲)

اللہ تعالیٰ تم میں ایمان والوں کے اور ایمان  
والوں میں، اُن لوگوں کے (اور زیادہ) جن کو  
علم (دین) عطا ہوا ہے درجے بلند کر دے گا۔  
بے شک اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اس کے بندے  
میں سے وہ جو جانتے والے ہیں۔

(۲) إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ

کیا وہ لوگ جو حقیقت کو جانتے ہیں اور وہ  
لوگ جو حقیقت کو نہیں جانتے ہیں ایک برابر  
ہو سکتے ہیں؟ (ہرگز نہیں)

(۳) هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ  
لَا يَعْلَمُونَ

اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے

کسی شخص کو صرف دو ہی شخصوں کے ساتھ  
غبطہ اور ان کی طرح ہونے کی تمنا چاہیے۔ ایک  
تو اس شخص کے ساتھ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال  
حلال دیا ہو اور پھر اس کو حق طریقوں اور حق کی  
حمایت میں خرچ کرنے کی توفیق دی ہو۔ اور ایک

(۱) لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَيْنِ۔ سِرَّ جُلَّ أَمَانَةٍ  
اللَّهُ مَا لَا فُسْلَطُهُ عَلَى هَلَكَةٍ فِي  
الْحَقِّ وَ سِرَّ جُلَّ أَمَانَةٍ اللَّهُ أَحْكَمَةٌ فَبِهِ  
يَقْضَى بَهَا وَيَعْلَمُهَا (متفق علیہ)

اس شخص کے ساتھ جس کو اللہ تعالیٰ نے دین کی سمجھ عطا کی ہو۔ اور پھر وہ اُس عہد دین کے ذریعہ فیصلے کرتا ہو۔ اور دوسرے لوگوں کو سکھاتا پڑھاتا ہو۔

جب کوئی انسان مر جاتا ہے تو اس کا کیا ہوا عمل بس ختم ہو جاتا ہے۔ ہر گز تین قسم کے اعمال کے اثرات و فوائد پھر بھی باقی ہوتے ہیں۔ ایک صدقہ جاریہ۔ دوسرا علم جس سے فائدہ اٹھایا جاتا ہو۔ اور تیسرا نیک اولاد جو اس کو دعاؤں میں یاد رکھے۔

جو شخص ایک ایسے راستے پر چلنے لگے جس میں وہ ظلم دین کی طلب کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسکی وجہ سے اسکو جنت کا راستہ آسان کر دیگے۔ جب کبھی کچھ لوگ اللہ کے ان گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کی کتاب تلاوت کرتے ہیں۔ اور آپس میں مل کر ایک دوسرے کو پڑھتے پڑھاتے ہیں تو ان پر ایک سکینہ اور اطمینان قلبی نازل ہوتا ہے۔ رحمت الہی ان کو ڈھانپتی ہے۔ ملائکہ رحمت انکو گھیر لیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے مقرب فرشتوں کے ہاں ان کا ذکر خیر فرماتے ہیں۔ اور جس کا عمل اُسے سُست و فہار کر دے اُس کا نسب اُسے تیز نہیں کر سکتا۔

جیسے شک اللہ تعالیٰ رحمت بھیجتے ہیں اور تمام آسمانوں اور زمین والے حتیٰ کہ چوئیاں اپنے

(۲) اِذَا مَا تِ الْاِشَانُ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ  
اِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ  
اَوْ عِلْمٍ يَنْتَفِعُ بِهِ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ  
يَدْعُو لَهُ۔ (رواہ مسلم)

(۳) وَمَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا  
سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ وَ  
مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ  
اللَّهِ وَيتَدَارَسُونَ فِيهَا بَيْنَهُمْ الْاَنْزِلَاتِ  
عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَغُشِّيَتْهُمْ الرَّحْمَةُ  
وَحُفَّتْهُمْ الْمَلَائِكَةُ وَذُكِّرْهُمْ  
الْاَلَاءُ فِي مَنْ عِنْدَهُ وَمَنْ بَطَأَ بِهِ  
عَمَلُهُ لَمْ يَسِرْ عِ بِلَا نَسْبَةٍ۔  
(مسلم)

(۴) اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ وَاهْلَ السَّمٰوٰتِ  
وَالْاَرْضِ حَتّٰى النَّمْلَةُ فِىْ جُحٰىهَا وَ

حَتَّى الْكَوْثَ لِيَصْلُوْنَ عَلَى مَعْلَمِ  
النَّاسِ الْخَيْرِ (ترمذی)

(۵) مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَطْلُبُ فِيهِ عِلْمًا  
سَلَكَ اللَّهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى طَرِيقِ  
الْجَنَّةِ وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا  
رِضًا لَطَالِبِ الْعِلْمِ وَإِنَّ الْعَالَمَ  
لَيَسْتَغْفِرُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ  
فِي الْأَرْضِ وَالْجِبْتَانِ فِي جَوْفِ الْمَاءِ  
وَإِنَّ فُضْلَ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفُضْلِ  
الْقَمْرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ  
وَإِنَّ الْعَالِمَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ وَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ  
لَمْ يُورَثُوا دِينًا وَلَا دَرَاهِمًا وَانَّمَا  
وَرِثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ أَخَذَ مِنْهُ أَخَذَ بِحَبْطِ  
وَأَقْبَى - (احمد - ترمذی - ابو داؤد - ابن  
ماجرہ - دارمی)

(۶) مَنْ خَرَجَ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ فَهُوَ  
فِي سَبِيلِ اللَّهِ شَيْءٌ يَرْجِعُ - (ترمذی  
دارمی)

(۷) فَتْنِيهِ وَاحِدٌ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ  
مِنَ الْفَاعِلِ - (ترمذی دارمی ماجرہ)  
(۸) فَضْلُ فِی عِلْمِ خَيْرٍ مِنْ فَضْلِ فِی  
عِبَادَةٍ - (ہیثمی)

سورائوں میں اور حق کی پچھل - رحمت کی دعائیں  
کرتے ہیں اس شخص کے لئے جو لوگوں کو خیر یعنی  
دین کی تعلیم دیا کرتا ہے -

جو کوئی ایسے راستے پر چلے گا جس میں وہ علم  
کی طلب کر رہا ہو تو اللہ تعالیٰ اسکی وجہ سے  
اسے جنت کے راستے پر لے جائیگا - اور بیشک  
فرشتے طالب علم کی رضا مندی کے لئے اپنے پر  
بچھا دیتے ہیں - اور عالم کے لئے مغفرت کی دعا  
کرتے ہیں - وہ تمام چیزیں جو کہ آسمانوں میں  
ہیں اور جو زمین میں ہیں - اور پھیلیاں پانی کے  
اند - اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے  
چودھویں کے چاند کی فضیلت دوسرے ستاروں  
پر ہے - اور یقیناً علماء انبیاء کے وارث و  
جانشین ہیں - انبیاء کے میراث میں اشرافی  
اور روپیہ نہیں چھوڑا - انہوں نے تو میراث میں  
علم دین چھوڑ دیا ہے - پس جس کسی نے اس  
علم دین کو حاصل کیا اُس نے خیر و برکت کا بہت  
بڑا حصہ پالیا -

جو کوئی علم کی طلب میں گھر سے نکلے وہ  
واپس ہونے تک اللہ کی راہ میں ہے -

دین کو سمجھنے والا ایک عالم - ایک ہزار عابدوں  
کے بڑھکر شیطان پر سخت ہے -  
علم میں بڑھ جانا عبادت میں بڑھ جانے  
کے بہتر ہے -

(۹) من جاءه الموت وهو يطلب العلم  
لِيُحْيِي بِهِ الْإِسْلَامَ فَبَيْتُهُ وَبَيْنَ  
النَّبِيِّينَ دَرَجَةٌ وَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ  
(دارمی)

جس کو موت اس حالت میں آئے کہ وہ  
اس لئے علم طلب کر رہا ہو کہ اس کے ذریعہ سے  
اسلام کے شائر و احکام زندہ کرے۔ تو اس کے  
اور انبیاء کرام کے درمیان جنت میں ایک ہی  
درجہ (نبوت) کا فرق ہوگا۔

(۱۰) یقال لصاحب القرآن اقرأ واسم تق  
وَرَقْلَ كَمَا كُنْتَ تَرْتِلُ فِي الدُّنْيَا فَإِنَّ  
مَنْزِلَكَ عِنْدَ أَخْرَافِهِ تَقْرَأُهَا - راجد  
ترذی - ابوداؤد - نسائی

(قیامت کے دن) قرآن مجید (پڑھنے  
پڑھانے اور اس پر عمل کرنے) والے شخص کو کہا  
جائیگا۔ کہ پڑھتا جا اور (جنت کے مراتب اور  
درجات پر) پڑھتا جا۔ اور خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھا  
کر و صطرح کہ تو دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا رہا۔  
اس لئے کہ تیری منزل اُس آنوی آیت کے ساتھ  
(وہ مرتبہ پر) ہے جو تو آخر میں پڑھے۔

(۱۱) مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ فَلَهُ  
بِهِ حَسَنَةٌ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا  
لَا أَقُولُ الْم حَرْفٌ الْف حَرْفٌ  
وَلَامٌ حَرْفٌ وَمِيمٌ حَرْفٌ (ترذی -  
دارمی)

جو کوئی اللہ کی کتاب (قرآن مجید) میں سے  
ایک حرف پڑھے گا تو اس کو اس کی دہر سے نیکی  
ملے گی۔ اور نیکی بھی دس گنا۔ میں یہ نہیں کہتا  
کہ پورا الہ ایک حرف ہے بلکہ الف علیحدہ ایک  
حرف۔ لام علیحدہ ایک حرف۔ اور میم علیحدہ ایک  
حرف ہے۔

(۱۲) مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَعَمِلَ بِمَا فِيهِ  
الْبَيْسُ وَالِدَاةٌ تَأْجَرُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ضَوْؤُهُ  
أَحْسَنُ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ فِي بَيوتِ  
الدُّنْيَا لَوْ كَانَتْ فِيكُمْ فَمَا ظَنُّكُمْ بِالَّذِي  
عَمِلَ بِهِذِهِ - (احمد و ابوداؤد)

جو شخص قرآن پڑھے اور اس کے احکام و  
قوانین پر عمل کرے تو قیامت کے دن اس کے والدین  
کو ایک ایسا تاج (عزت و کرامت کا) پہنا دیا  
جائیگا جسکی روشنی اس سورج سے زیادہ اچھی  
ہوگی جو دنیا میں قہارے گھروں کے اندر داخل  
ہو کر روشنی کرتا ہے۔ (جب والدین کے لئے یہ  
درجہ ہے) تو خود اس شخص (اجر و ثواب کے)

(۱۳) تَعْلَمُوا الْقُرْآنَ فَاقْرَءُوا فَاِنَّ مِثْلَ الْقُرْآنِ  
لَمَنْ تَعْلَمَهُ فَقَرًا وَّ قَامًا بِهِ كَمِثْلِ حِمَارٍ  
مَحْمُوسٍ مَسْكَاً تَفُوحٌ وَبِجَاهِ كُلِّ مَكَانٍ  
(ترمذی - نسائی - ابن ماجہ)

متعلق کیا خیال ہے جس نے قرآن پر عمل کیا ہے  
قرآن سیکھو پھر اسکو پڑھتے رہا کرو اس نے  
کہ قرآن مجید کی مثال اس شخص کیسے جو قرآن  
سیکھے پھر اسکو پڑھتا بھی جائے اور اس پر عمل بھی  
کرتا رہے۔ اس تعبیر کی طرح ہے جو مشک سے  
بھرا ہوا ہو اور اسکی خوشبو ہر مکان میں چاروں  
طرف پھوٹ کر پھیلی ہو۔

اللہ تعالیٰ جسکے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرے  
اسے دین کی سمجھ عطا فرماتے ہیں۔

(آئے صحابہ) بیشک دوسرے لوگ دین کے بارے  
میں تمہارے تابع ہیں۔ اطراف ملک سے لوگ  
دین کی سمجھ حاصل کرنے کے لئے تمہارے پاس  
آیا کریں گے۔ جب وہ تمہارے پاس علم حاصل کرنے  
کے لئے آجائیں تو میں تمکو وصیت کرتا ہوں کہ انہ  
اچھا سلوک رکھو۔

(۱۴) مَنْ يَرِدُ اللَّهَ بِهِ خَيْرًا يَفْقَهُهُ فِي  
الدِّينِ - (متفق علیہ)

(۱۵) اِنَّ النَّاسَ لَكُمْ تَبِعٌ وَّ اِنْ هِجَالًا  
يَا تَوَكَّمْ مِنْ اَقْطَارِ الْاَرْضِ يَتَّبِعُوكَ  
فِي الدِّينِ فَاِذَا اتَّوَكَّمْتُمْ صَوَّابَهُمْ  
خَيْرًا - (ترمذی)

علوم دینیہ قرآن وحدیث اور مسائل فقہیہ کی تعلیم وتعلیم کا یہ مبارک  
سلسلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ خیر و برکت سے جاری

## پہلا مدرسہ قرآن

ہوا۔ اور آپ پر ایمان لانے کے بعد ہر صحابی طالب علم بنکر اسلامی احکام کو حاصل کرتا اور پھر  
دوسروں تک ان احکام کو پہنچاتا۔ اور انکی تعلیم دلاتا رہتا۔ اُن میں سے بعض حضرات خصوصی  
طور سے معلم قرآن اور معلم احکام بنے۔ چنانچہ کتب حدیث میں اس سلسلہ کے جن حضرات کا  
ذکر آتا ہے اُن میں سے ایک حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضرت مصعب رضی  
اللہ عنہ کے ایک نہایت حسین و خوش رو نوجوان تھے۔ ان کے والدین ان سے نہایت شدید محبت  
رکھتے تھے۔ بڑے ناز و نعم میں انکی پرورش ہوئی۔ وہ عمدہ سے عمدہ پوشاک اور لطیف سر  
لطیف خوشبو استعمال کرتے تھے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو حید کی تبلیغ شروع کی  
تو حضرت مصعب بھی آستانہ نبوت پر حاضر ہو کر اس کے شیدائیوں میں داخل ہو گئے۔ ان کی ماں

اور خاندان والوں کو خیر ہوئی تو توحید کے اس ”جرم“ میں انکو قید کر دیا گیا۔ قید کے مصائب برداشت کرنے بد ترک وطن پر مجبور ہوئے۔ اور امن و سکون کی تلاش میں دوسرے مسلمان رفقاء کے ساتھ حبش کی راہ لی۔ اور کچھ مدت کے بعد حبش سے پھر مکہ واپس آئے۔ اس اثنا میں نورشید اسلام کی دنیا باریاں وادی یشرب تک پہنچ چکی تھیں۔ اور مدینہ منورہ کے ایک معزز طبقہ نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ انہوں نے دربار نبوت میں درخواست بھیجی کہ ہماری تعلیم و تلقین پر کسی کو مامور فرمایا جائے۔ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خدمت تعلیم کے لئے حضرت مصعبؓ کو منتخب کیا اور چند زرین نصائح اور اصولی ہدایات دینے کے بعد مدینہ منورہ کی طرف روانہ فرمایا۔ حضرت مصعبؓ مدینہ پہنچے تو حضرت اسد بن زرارہ کے مکان پر فرود کش ہوئے۔ اسلام میں حضرت اسدؓ کا وہ مکان سب سے پہلا مدرسہ ہے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ استاد نے قرآن کی تعلیم دینی شروع کی تھی۔ حضرت مصعبؓ گھر گھر پھر کر تعلیم قرآن و اشاعت اسلام کی خدمت انجام دینے لگے۔ اس طرح رفتہ رفتہ جب کلمہ گو یوں کی ایک جماعت پیدا ہو گئی تو نماز و تلاوت قرآن کے لئے کبھی تو حضرت اسدؓ کے مکان پر اور کبھی بنی ظفر کے گھر پر سب کو جمع کیا کرتے تھے۔ اور اس طرح اسلام کی تبلیغ و اشاعت ہوتی رہی۔ اور یشرب کی بستی میں سلام پھینتا گیا۔ حضرت سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر اور دوسرے سرداران یشرب مشرف بہ اسلام ہوئے اور دوسرے سال تہتر اکابر و اعیان کی ایک پر عظمت نمائندہ جماعت اپنی قوم کی طرف سے تجدید بیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ میں مدعو کرنے کے لئے روانہ ہوئی۔ ان کے معلم دین اور استاد قرآن حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے۔ انہوں نے مکہ معظمہ پہنچتے ہی سب سے پہلے آستانہ نبوت پر حاضر ہو کر اپنی حیرت انگیز کامیابی کی مفصل روئداد عرض کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت دلچسپی کے ساتھ اُس مدرسہ اشاعت قرآن کے تمام واقعات و حالات سنے اور انکی محنت و جہانتنافی سے بید ملاحظہ ہوئے۔

**طلبہ علم کی مخصوص جماعت** | سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سعادت میں یوں تو ہر صحابی طالب علم بھی تھا۔ اور پھر دوسروں کے لئے معلم۔ لیکن اُن حضرات صحابہ میں اصحاب



صَفَّہ کی تو ایک مخصوص جماعت تمام دوسرے دنیاوی مشاغل و مصروفیات تجارت، زراعت وغیرہ کو یک قلم ترک کر کے ہمہ تن اور ہمہ وقت طالب علم بن کر درس گاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں رہنے سنے لگی تھی۔ اور ان اصحاب صَفَّہ نے سفر حضر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہ کر دین کی سمجھ حاصل کی۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کا ذکر فرمایا اور انکے اوصاف بیان فرمادیئے۔

لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ يَحْسِبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيمَاهُمْ لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ لِلْحَافَاءِ وَمَا تَفَقَّوْا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ (البقرہ ع ۳۷)

ذخیرات و صدقات وغیرہ) ان فقراء کا حق ہر جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں دہر دوسرے کام کاج سے) بروکے گئے ہیں۔ ملک میں (سفر کے لئے) میل پھر نہیں سکتے۔ ناواقف آدمی بوجہ لنگہ کسی سے سوال نہ کرنے کے اُن کو غنی سمجھ رہا ہے۔ آپ اُنکو چہرہ کی نشانی ہی سے پہچان لیتے ہیں۔ وہ لوگوں سے لپٹ کر (اور ضدی بن کر) سوال نہیں کرتے۔ (ای لوگو) تم جو بھی مال حلال (اللہ کی راہ میں) خرچ کرو گے۔ اللہ تعالیٰ اُس کا خوب علم رکھنے والے ہیں۔

اس آیت میں جن فقراء کا ذکر کیا گیا ہے ان کے متعلق امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں ہمہ اصحاب الصَّفَّہ لم یکن مسکن ولا عشاءً بالمدینۃ وكانوا ملازمین المسجد ویتعلمون القرآن ویصومون ویحججون فی کل غزوۃ۔ (یہ اصحاب صَفَّہ تھے۔ مدینہ میں نہ ان کا گھر بار تھا نہ خویش واقارب۔ مسجد نبوی میں پڑے رہتے تھے۔ اور قرآن مجید سیکھا کرتے تھے۔ روزے رکھتے تھے اور ہر غزوہ میں جہاد کے لئے نکلتے تھے۔) ان حضرات کے متعلق حضرت ابن عباس رض سے ایک روایت ہے۔

وقف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوماً علی اصحاب الصَّفَّہ فدأی فقرهم وجهدهم فطیب قلوبهم فقال

ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب صفہ کے پاس آکر کھڑے ہو گئے تو دیکھا کہ وہ فقر و فاقہ اور تنگدستی کی حالت میں ہیں تو آپ نے

ابشروا یا اصحاب الصفة فمن لقيني  
من امتي على النعت الذي انتم عليه  
راضيا بما فيه فانه من رفاقي -  
(تفسير کبیر)

اُن کا دل خوش کیا اور فرمایا کہ ای اصحاب صفہ؟  
تم کو شرف ہو۔ میری امت میں سے جو کوئی بھی  
میرے ساتھ اس ہیئت پر ملے گا جو حالت  
و ہیئت تمہاری ہے۔ اور وہ اس حالت پر  
راضی ہو تو وہ میرے ساتھیوں میں سے ہے۔

فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ نقل فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب  
نماز پڑھتے تو نماز ہی میں کچھ لوگ حالت قیام ہی سے بھوک کی وجہ سے نیچے گر پڑتے۔  
اور یہ وہ اصحاب صفہ ہوتے تھے۔ حتیٰ کہ باہر کے ناواقف دیباقی یوں سمجھتے کہ شاید یہ  
لوگ مجنون ہیں۔ جب حضور نماز ختم کر دیتے تو انکی طرف متوجہ ہو کر فرماتے۔

لو تعلمون ما لکم عند اللہ لاحببکم ان  
تزدادوا فاقةً وحاجةً۔ (ترمذی شریف)  
(ج ۲ ص ۵۹)  
اگر تمکو وہ اجر و ثواب معلوم ہو جائے جو  
اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہارے لئے ہے تو تمہیں  
یہ پسند ہو جائیگا کہ تمہاری بھوک اور احتیاج  
اس سے اور بھی زیادہ بڑھ جائے۔

غرض ان حضرات نے ہر قسم کی مصیبتیں برداشت کیں۔ بھوک کے پیاسے ننگے رہے  
مگر درگاہ نبوی کی اتاعت و ملازمت کو نہیں چھوڑا۔ صرف اس غرض کے لئے کہ حضور ص  
دین کا علم حاصل کریں۔ مسجد نبوی میں اپنی عمر گزاری۔ اسلام کی تاریخ میں طالب علموں کی  
یہ پہلی جماعت ہے جو اپنی زندگی وقف کر کے حصول علم میں مصروف ہوئی تھی۔

درگاہ نبوی کے  
ہزاروں طالب علم

چند ممتاز طالب علم

میں سے بعض حضرات امتیاز و خصوصیت حاصل کر چکے ہیں۔ انہوں نے مدقوں حضور کی صحبت  
میں رہ کر علوم نبوی کا بہت کچھ ذخیرہ حاصل کیا۔ اور پھر پڑے شوق و ذوق اور جان فشانی  
کے ساتھ ممالک عالم میں اُن علوم کی اشاعت کی۔ اور ہزاروں بلکہ لاکھوں شاگردوں کو پڑھایا  
اور جہاں پہنچے وہاں درس و تدریس کا سلسلہ جاری کیا۔ گویا ان کا وجود ایک مجسم مدرسہ  
تھا۔ ان میں سے چند حضرات کا اجمالی تذکرہ باعث خیر و برکت سمجھ کر پیش خدمت  
کرتا ہوں۔

## حضرت ابو ہریرہؓ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو علم کی بڑی جستجو تھی  
اُن کا ذاتی علم حرص کے درجہ تک پہنچا ہوا تھا۔

اُن کے علمی حرص کا اعتراف خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اور انکو جو نصیب علی الحدیثؓ  
فرادیا۔ ذاتی شوق اور طلب علم کے بے پناہ جذبہ کے ساتھ ساتھ یہ بھی چاہتے تھے کہ ہر مسلمان کے دل  
میں طلب علم کی یہی تڑپ پیدا ہو جائے۔ ایک دن بازار جا کر پکارا کہ تمکو کس چیز نے مجبور رکھا۔ لوگوں  
نے پوچھا۔ کس چیز سے؟ کہا وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث تقسیم ہو رہی ہے  
اور تم لوگ یہاں بیٹھے ہو۔ لوگوں نے پوچھا کہاں؟ کہا مسجد میں۔ چنانچہ سب دوڑ کر مسجد میں آئے  
لیکن یہاں کوئی مادی میراث نہ تھی۔ اس لئے ٹوٹ گئے۔ اور کہا وہاں تو کچھ بھی تقسیم نہیں ہوتا۔  
البتہ کچھ لوگ غازیں پڑھ رہے تھے۔ کچھ لوگ قرآن پاک کی تلاوت میں مصروف تھے۔ کچھ سلال و حرا  
پر گفتگو کر رہے تھے۔ بولے؟ تم لوگوں پر افسوس ہے۔ یہی تو تمہارے بنی کی میراث ہے (جمع الفوائد  
کتاب العلم ج ۱ ص ۷۷)

بڑے بڑے جلیل القدر اور مقرب بارگاہ رسالت صحابہؓ میں جنہوں نے اپنی ساری عمر میں آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بسر کر دی تھیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ کا علمی پایہ بلند ہونا بظاہر تعجب انگیز  
معلوم ہوتا ہے۔ لیکن قریش قسمتی سے انکو اس قسم کے اسباب اور مواقع حاصل ہو گئے تھے جو دوسرے  
صحابہ کو حاصل نہ تھے۔ یہ خود اپنی کثرت روایت کے وجہ و اسباب بیان کرتے تھے کہ لوگ اعتراض کرتے  
ہیں کہ ابو ہریرہؓ بہت حدیثیں بیان کرتا ہے حالانکہ مابعد انصار ان حدیثوں کو نہیں بیان کرتے۔ مگر  
ہمارے معترضین اس پر غور نہیں کرتے۔ کہ ہمارے مابعد بھائی بازاروں میں اپنے کاروبار میں لگے  
رہتے تھے۔ اور انصار اپنی زراعت کی دیکھ بھال میں سرگردان رہتے تھے۔ میں محتاج آدمی تھا۔ میرا سال  
وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں گذرتا تھا۔ اور جن اوقات میں وہ لوگ موجود نہ ہوتے تھے  
اس وقت بھی میں موجود رہتا تھا۔ دوسرے یہ کہ جن چیزوں کو وہ بھلا دیتے تھے میں انکو یاد رکھتا تھا۔  
حضرت ابو ہریرہؓ کی اس توجہ کی تصدیق کبار صحابہ کرتے تھے۔ چنانچہ مالک بن ابی سائر روایت کرتے  
ہیں کہ میں حضرت طلحہؓ کے پاس بیٹھا تھا۔ کہ اتنے میں ایک شخص نے آکر کہا۔ ابو محمد! آجنگ ہم کو  
نہ معلوم ہو سکا کہ یہ مینی (ابو ہریرہؓ) اقوال نبوی کا بڑا حافظ ہے۔ یا تم لوگ؟ .... انہوں نے جواب  
دیا کہ بلاشبہ انہوں نے بہت سی ایسی حدیثیں سنیں جو ہم لوگوں نے نہیں سنیں۔ اور وہ بہت سی  
لے صحیح مسلم جلد ۲ ص ۳۱۷

ایسی باتیں جانتے ہیں جو ہمارے علم سے باہر ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ دولت و جائداد دلے تھے۔ ہمارے گھر بار اور اہل و عیال تھے ہم ان میں پھنسے رہتے تھے۔ صرف بیچ و شام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری دیکر لوٹ جاتے تھے۔ اور ابو ہریرہؓ مسکین تھے۔ مال و متاع کی زحمتوں اور بال بچوں کی ذمہ داری سے سبکدوش تھے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہاتھ دیئے اور آپ کے ساتھ ساتھ رہتے تھے۔ ہم سب کو یہ یقین ہے کہ انہوں نے ہم سب سے زیادہ احادیث نبوی سنیں۔ ہم میں سے کسی نے ان پر یہ اتہام نہیں لگایا کہ وہ بغیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منے ہوئے بیان کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ”ابو ہریرہؓ ہم سب سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر پاش تھے“ آپ دعا راجی مانگتے تھے تو ازدیاد علم ہی کی مانگتے تھے۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دن میں ابو ہریرہؓ رضا اور ایک دوسرا شخص مسی میں بیٹھے دعا اور ذکر خدا میں مشغول تھے۔ اس درمیان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لائے۔ ہم لوگ خاموش ہو گئے۔ آپ نے فرمایا اپنا کام جاری رکھو۔ اس ارشاد پر میں اور وہ دوسرا شخص ابو ہریرہؓ کے قبل دعا کرنے لگے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آمین کہتے جلتے تھے۔ اس کے بعد ابو ہریرہؓ نے دعا کی کہ خدا یا جو کچھ میرے ساتھی مجھ سے قبل مانگ چکے ہیں وہ مجھے دے۔ اس کے علاوہ ایسا علم عطا فرما جو پھر فراموش نہ ہو۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آمین کی اس کے ہم دونوں شخصوں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ؟ ہم کو بھی ایسا علم عطا ہو جو فراموشی کی دست برد سے محفوظ ہو۔ فرمایا۔ وہ اسی توبہ بان کے حصہ میں آچکا۔ (تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۲۶۶)

اسی طرح ایک مرتبہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تیان حدیث کی شکایت کی کہ آپ نے فرمایا چادر پھیلاؤ انہوں نے چادر پھیلا دی۔ آپ نے اس میں دونوں دست مہاک ڈالے پھر فرمایا کہ اس کو سینہ سے لگا لو کہتے ہیں کہ اس کے بعد سے میں پھر کبھی نہ بھولا۔ (صحیح بخاری کتاب العلم)

حضرت ابو ہریرہؓ کا یہ خاص امتیاز ہے کہ خدا نے آپ کو جس فیاضی سے علم کی دت عطا کی۔ اسی فیاضی سے آپ نے عام مسلمانوں میں اس دولت کو لٹایا بھی۔ عام طور سے کوئی

۱۔ قرندی شریف جلد ثانی ص ۲۲۳۔

مقام اس کے لئے مخصوص نہ تھا۔ بلکہ چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے جہاں بھی کچھ مسلمان مل جاتے ان کے کافوں تک اقوال نبوی پھونچا دیتے۔ لیکن جمعہ کے روز نماز کے قبل کا وقت تحدیث کیلئے مخصوص تھا۔ چنانچہ ہر جمعہ کو غماندے پہلے لوگوں کے سامنے حدیثیں بیان کرتے۔ اور یہ سلسلہ اس وقت تک قائم رہتا۔ جب تک مقصود کا دروازہ نہ کھلتا اور امام برآمد نہ ہوتا۔ (مسندک حاکم ج ۳ ص ۱۵۱)

حضرت ابو ہریرہؓ کے علم و عرفان کی بارش صرف مردوں تک محدود نہ تھی بلکہ عورتیں بھی اس میں برابر کی شریک تھیں۔ گو اس طبقہ کو آپ باقاعدہ تعلیم نہیں دیتے تھے۔ لیکن اگر کسی عورت سے کوئی فعل خلاف احکام نبوی سرزد ہو جاتا تو فوراً ٹوک دیتے کہ اس بائے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی مرویات کی مجموعی تعداد ۵۳۷۴ ہے۔ ان میں ۳۲۵ متفق علیہ ہیں۔ اور ۷۹ میں بخاریؒ اور ۹۳ میں مسلمؒ منفرد ہیں۔ احادیث نبوی کے عظیم الشان ذخیرہ کی مناسبت سے آپ کے رواۃ اور شاگردوں کا دائرہ بھی وسیع تھا۔ صحابہ و تابعین ملا کر ان کے رواۃ کی تعداد ۸۰۰ سے متجاوز ہو جاتی ہے۔ (تذیب التذیب)

حضرت ابو ہریرہؓ رض کو اظہار میں جاہ و ثروت اور فارغ البالی نصیب ہوئی تھی۔ لیکن انکی زندگی کا وہ پہلا دور جو طالب علمی کا دور تھا فقر و فاقہ اور تکلیف سے گزرا تھا۔ اس زمانہ میں مسلسل فاقوں سے غش پر غش آتے تھے۔ لیکن رحمۃ اللہ علیہ کے سوا اور پوچھنے والا کون تھا۔ اس زمانہ میں آپ نے سخت تکلیفیں برداشت کیں۔ لیکن زبان سوال سے کبھی آلودہ نہ ہوئی۔ بلکہ اکثر صبر کیا۔ اور جب بھوک کی شدت سے بہت سہارا ہوئے تو صرف حسن طلب سے کاٹ لیا۔ ایک بار اس قسم کی ضرورت پیش آئی۔ بہت وقتوں سے کچھ کھا یا نہ تھا بھوک کی شدت سے بیتاب ہوئے تو راستہ میں بیٹھ گئے۔ حضرت ابو بکر رض کا گذر ہوا۔ اس خیال سے کہ ان کو متوجہ کیا جائے شاید آثار سے وہ میری بھوک اور تکلیف معلوم کر کے از خود کچھ امداد کریں۔ ان سے ایک آیت پوچھی وہ بتا کر گذر گئے۔ اور کچھ مزید توجہ نہ کی۔ اس کے بعد حضرت عمر رض سے یہی واقعہ پیش آیا۔ اس کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ہوا۔ تو آپ اس حسن طلب کو سمجھ گئے۔ اور ساتھ لیا کر ان کو اور تمام اصحاب صفہ کو کھانا کھلایا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ درمہ نبوی کے دوسرے مشہور متقدم اور دنیا سے

اسلام کے بہت بڑے معلم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تھے۔ یہ اُن صحابہ کرام میں ہیں جو اپنے علم و فضل کے لحاظ سے تمام دنیا نے اسلام کے انام تسلیم کئے گئے ہیں۔ وہ ابتداء ہی سے علم کے شائق تھے۔ قبول اسلام کے ساتھ ہی انہوں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! مجھے تعلیم دیجیئے۔ بشارت ملی۔ اِنَّكَ غُلَامٌ مَّعْلَمٌ۔ تم تعلیم یافتہ لڑکے ہو۔

اس شوق کا یہ اثر تھا کہ شب و روز سر شپہ علم سے مستفیض ہوتے۔ خلوت جلوت غرض ہر موقع پر ساقی معرفت کی خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ لیکن طلب صادق کی پیاس نہ بجھتی۔ یہاں تک کہ جب آپ داخل حرم ہوتے تو اپنی والدہ حضرت ام عبد رض کو بھیجتے کہ وہ خانگی زندگی کے معذومات ہم پہنچائیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام خاص میں شامل تھے۔ مسواک اٹھا کر رکھنا۔ جوتا پہنانا۔ سفر کے موقع پر کچادہ کنا۔ اور عصا لیکر لگے چلنا آپ کی مخصوص خدمت تھی۔ اس خدمت گزاری کے ساتھ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہدم دھواڑ بھی تھے۔ مخصوص صحبتوں میں شریک کئے جاتے۔ بلا اذن تنخلیہ کے موقعوں پر حاضر ہوتے اور راز کی تمام باتیں سن سکتے تھے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام نے انکو صاحب الوصایہ والیواک والوضوء (حضور کے بستر۔ مسواک۔ وضو کے پانی والے) کا معزز خطاب دے رکھا تھا۔

وہ قرآن مجید کے سب سے بڑے عالم تھے۔ فرماتے ہیں کہ شتر سورتیں میں نے خاص ضبط وحی والہام کے دہن مبارک سے سن کر یاد کی تھیں۔ انکو دعویٰ تھا کہ قرآن مجید میں کوئی آیت ایسی نہیں جس کی نسبت میں یہ نہ جانتا ہوں کہ کب کہاں اور کس بارہ میں اتری ہے۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی شخص قرآن مجید کا مجھ سے زیادہ عالم ہوتا تو میں اس کے پاس سفر کر کے جاتا۔ ایک دفعہ انہوں نے مجمع عام میں دعویٰ کیا۔ کہ تمام صحابہ جانتے ہیں کہ میں قرآن کا سب سے زیادہ عالم ہوں۔ گو سب سے بہتر نہیں ہوں، شفیق اس جلسہ میں موجود تھے وہ کہتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد میں اکثر صحابہ کے حلقوں میں شریک ہوا۔ مگر کسی کو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے دعوے کا منکر نہیں پایا۔ ابوالاوص فرماتے ہیں کہ ایک روز ہم اور عبداللہ

۱۵ مسند احمد و طبقات ابن سعد و اسد الغابہ - ۵۲ مسند اعظم ص ۱۸۳ - ۵۳ مستدرک جلد ۳ ص ۳۱۶ -

۱۶ طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۱۶۹ - ۵۵ بخاری جلد ۲ ص ۴۶۸ -

بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے چند احباب کے ساتھ ابو موسیٰ اشعریؓ کے تھے۔ حضرت عبداللہؓ چلنے کے قصد سے کھڑے ہوئے تو ابو مسعود نے انکی طرف اشارہ کر کے کہا میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان سے زیادہ کوئی شخص قرآن کا عالم ہے۔ ابو موسیٰؓ نے کہا اے اللہ قلّت ذات لعلہ کان یثبہد اذا غبنا ویوزن له اذا حجبنا۔ کیوں نہیں یہ اسوقت درگاہ رسالت میں حاضر رہتے تھے جبکہ ہم لوگ غائب ہوتے تھے۔ اور ان کو موقعوں میں باریاب ہونے کی اجازت تھی جبکہ ہم لوگ روک دیئے جاتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں عبداللہ بن مسعود کو اس دن سے بہت دوست رکھتا ہوں جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خذوا القرآن من اربعۃ من ابن ام عبد بنید اہلہ و معاذ بن جبل و ابی بن کعب و سالم مولیٰ حدیثہ۔ قرآن چار آدمیوں سے حاصل کرو۔ اور سب سے پہلے ابن ام عبد بنید عبداللہ بن مسعود کا نام لیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس عہد نبوت کا جمع کیا ہوا ایک مصحف بھی تھا۔ جس کو وہ نہایت عزیز رکھتے تھے۔ قرآن مجید کی تفسیر اور مناسب موقعوں پر برجستہ آیت قرآنی کی تلاوت میں خاص جہارت رکھتے تھے۔ ان کی تفسیریں اور اس قسم کے واقعات حدیث و تفسیر کی کتابوں میں بہ کثرت منقول ہیں۔ اگر ان کو جمع کیا جائے تو ایک مستقل کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ آپ کو قرأت میں غیر معمولی کمال حاصل تھا۔ صحاح میں بہ کثرت ایسی روایتیں ہیں جنکا حاصل یہ ہے کہ قرأت میں ابن ام عبد یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی پیروی کی جائے۔ ایک مرتبہ وہ نماز میں سورہ نساء تلاوت فرما رہے تھے کہ حضرت خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مسجد تشریف لائے۔ اور انکی خوش اسحانی اور باقاعدہ ترتیل سے خوش ہو کر فرمایا مثل نعطہ مثل نعطہ۔ (جو کچھ سوال کرو پورا کیا جائیگا۔ جو کچھ سوال کرو پورا کیا جائیگا) پھر ارشاد ہوا۔ من احب ان یقرأ القرآن غصاً کما انزل فلیقرأ کما یقرأ ابن ام عبد۔ جو پسند کرتا ہے کہ قرآن کو اسی طرح تروتازہ پڑھنا کیسے جس طرح وہ نازل ہوا ہے تو اسکو ابن ام عبد کی قرأت کی پیروی کرنی چاہیے۔ وہ تلاوت قرآن کے نہایت شائق تھے۔ اور تنہائی کے موقع میں عموماً اس سے دل بہلایا کرتے تھے۔ بسا اوقات خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان سے قرآن کی کوئی سورت پڑھوا کر سنتے اور محفوظ ہوتے۔

۱۔ مندرجہ بالا تمام روایتیں صحیح مسلم باب فضائل عبداللہ بن مسعودؓ ص ۲۹۳ میں موجود ہیں۔ ۲۔ مسند احمد

خود کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ارشاد ہوا کہ سورہ نساء پڑھ کر سناؤ۔ میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ؟ اَقْرَأْ عَلَیْكَ وَعَلِیْكَ اَنْزَلَ۔ (آپ پر نازل ہوا اور آپ کو میں سناؤں) فرمایا فَاَنْتَ اَحَبُّ اَنْ اَسْمَعَهُ مِنْ غَیْرِی۔ کہ مجھے یہ پسند ہے کہ میں اُسے دوسرے کی زبان سے سنوں۔ غرض میں نے تعمیل ارشاد کی۔ اور جب اس آیت پر پہنچا فَلَکِیْفٌ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّةٍ لِّشَهِیْدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلٰی هٰؤُلَاءِ شَهِیْدًا۔ تو آپ نے فرمایا کہ بس کرو۔ میں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے ہیں۔

وہ اگرچہ روایات حدیث میں بہت ہی احتیاط سے کام لیتے تھے۔ شاگردوں کو بھی عموماً روایت حدیث میں احتیاط کی ہدایت کیا کرتے۔ لیکن معلم دین ہونے کی حیثیت سے حضرت خیر الانام کی تعلیمات و ارشادات پھیلانا اُن کے فرائض منصبی میں داخل تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس بارے میں خوف و احتیاط کے باوجود صحاح و مسانید میں ان سے بکثرت روایات منقول ہیں۔ چنانچہ آپ کے جملہ مرویات کی تعداد یہ قول صاحب التذیب الکمال (۲۲۴۶) آٹھ سو اڑتالیس<sup>۸۲۴</sup> ہے۔ ان میں سے ۶۴ بخاری و مسلم دونوں میں ہیں۔ ان کے علاوہ ۲۱ بخاری میں اور ۳۵ مسلم میں منفرداً ہیں۔

بسا اوقات وہ مذکورہ حدیث کے شوق میں تلامذہ و احباب کے گھر پر تشریف لے جاتے۔ اور دیر تک عہد نبوت کا ذکر نہ کر دیتا۔ واپسہ اسدی فرماتے ہیں کہ کوفہ میں دوپہر کے وقت اپنے گھر میں تھا کہ یکایک دروازہ سے السلام علیکم کی آواز بلند ہوئی۔ میں نے جواب دیا اور باہر نکل کر دیکھا تو عبداللہ بن مسعود تھے۔ میں نے کہا۔ ای ابو عبد الرحمن؟ یہ ملاقات کا کونسا وقت ہے۔ فرمایا کہ آج بعض مشاغل ایسے پیش آ گئے کہ دن چڑھ گیا۔ اب فرصت ملی تو خیال آیا کہ کسی سے باتیں کر کے اُس عہد مقدس کی یاد تازہ کروں۔ غرض وہ بیٹھ کر حدیثیں بیان فرماتے لگے اور دیر تک یہ پر لطف صحبت رہی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان افاضل صحابہ میں ہیں جو فقہ کے بانی سمجھے جاتے ہیں۔ خصوصاً فقہ حنفی کی عمارت تمام تر حضرت عبداللہ بن مسعود ہی کے سنگ بنیاد پر تعمیر ہوئی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رض جب کوفہ کے قاضی مقرر ہوئے تو اسکے ساتھ تعلیم دین کی خدمت بھی سپرد ہوئی تھی۔ اس بنا پر انکو قدرۃً ایک حلقہ مدرس قائم کرنا پڑا۔ اور عام



مسلمانوں میں مسائل فقہیہ اور اپنے اجتہاد کی تردید و اشاعت کا نہایت کافی موقع ملتا آیا۔ اس طرح تمام خطہ عراق فقہ میں اُس کا پیر ہو گیا۔ اور انکی درس گاہ سے بڑے بڑے اہل کمال سند فضیلت لے کر نکلے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مخصوص تلامذہ میں سے علقمہ اور اسود نے فقہ میں خاص شہرت حاصل کی۔ پیران کے بعد ابراہیم نخعی نے کو ذ کی فقہ کو بہت کچھ وسعت دی۔ یہاں تک کہ انکو فقہ العراق کا لقب مل گیا۔ ابراہیم نخعی دم کے پاس حضرت عبداللہ بن مسعود کے فتاویٰ کا نہایت کافی ذخیرہ موجود تھا۔ جو انکو تمام مرتزہ بانی پاد تھا۔ ان سے حماد نے حاصل کیا۔ اور حماد سے منتقل ہو کر وہ امام اعظم حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے حصہ میں آیا جنہوں نے اپنے علم و اجتہاد اور خدا داد ذہانت و فطانت سے اس کو اس قدر وسعت دی کہ آج اکثر دنیائے اسلام انکے میوض و برکات سے مالا مال ہے۔ کتب حدیث میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بہت سے ایسے مسائل فقہیہ منقول ہیں جو اجتہاد سے انہوں نے استنباط کئے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے تبحر علمی اور نکتہ اجتہاد کے تمام صحابہ کرام و متصرف تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب انکو دیکھتے تو چہرہ بشاش ہو جاتا۔ اور فرماتے۔ کنیف مِلّی علماً (مستدرک حاکم) ایک طرف ہے جو علم سے بہرا ہوا ہے۔ ایک مرتبہ چند کو فیوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے انکے تقویٰ، حسن خلق اور تبحر علمی کی سجد تعریف کی۔ انہوں نے پوچھا کیا تم سچے دل سے کہتے ہو؟ کہنے لگے کہ ہاں! فرمایا تم لوگوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی جو تعریف کی ہے۔ میں انکو اس سے بھی بہتر خیال کرتا ہوں۔ ایک دفعہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے پوچھا کہ اگر کسی کے حلق سے بیوی کا دودھ نکلے ہو جائے تو اسکے لئے کیا حکم ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ وہ اسپر حرام ہو جائیگی۔ حضرت عبد اللہ رحمہ موجود تھے۔ انہوں نے روک کر کہا۔ آپ یہ کیا فتویٰ دیتے ہیں؟ رضاعت صرف دو سال تک ہے۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے خوش ہو کر اعتراف فضل و علم کے لیے میں لوگوں سے کہا۔ لا تسألونی ما دام ہذا الکلب فیکم<sup>۱</sup> (جب تک یہ کلب عالم متبر) تم میں موجود ہے مجھ سے کچھ نہ پوچھو۔ مسروق جو انکے خاص تلامذہ میں ہیں۔ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اکثر حسرت و افسوس کے ساتھ فرمایا کرتے تھے۔ کہ عنقریب ایک ایسا زمانہ آئیگا۔

جبکہ علماء باقی نذر پہنچے۔ اور لوگ ایسے جاہلوں کو سرور ہمارا بنالیں گے۔ جو تمام امور کو محض اپنی عقل و رائے سے قیاس کریں گے۔

امام محمد رحمہ نے کتاب الآثار میں روایت کی ہے کہ صحابہ کرام میں سے چھ شخص مجتہد تسلیم کئے جاتے تھے۔ اور وہ باہم مسائل فقہیہ میں بحث و مذاکرہ کرتے رہتے تھے۔ علیؑ، ابی بن کعبؓ اور ابو موسیٰ اشعرؓ ایک ساتھ۔ اور عمرؓ زیدؓ بن ثابتؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ ایک ساتھ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو فہمیں باقاعدہ حدیث فقہ اور قرآن پاک کی تعلیم دیتے تھے۔ ان کی درسگاہ میں شاگردوں کا بڑا مجمع رہتا تھا۔ جن میں علقمہؓ، اسودؓ، مسروقؓ، عبیدہؓ، حارثؓ، قاضی شریحؓ اور ابو دائلؓ نہایت نامور ہوئے۔ خاص کر علقمہ انکی صحبت میں اس التزام سے رہے تھے اور انکے طور و طریقہ کے اس قدر پابند تھے کہ لوگوں کا بیان تھا کہ جس نے علقمہ کو دیکھ لیا اس نے عبداللہ بن مسعود کو دیکھ لیا۔

شاگردوں کی ایک جماعت سفر میں بھی عموماً ہمراہ رہتی تھی۔ علقمہ اس قدر اہتمام کرتے تھے کہ اگر خود جلنے سے مجبور ہوتے تو اپنے کسی رفیق کو ساتھ کر دیتے۔ اور تاکید کرتے کہ ہمیشہ حاضر خدمت رہیں۔ عبدالرحمن بن زید کا بیان ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے ایک مرتبہ حج کا قصد کیا۔ علقمہؓ نے مجھ کو ان کے ہمراہ بھیجا اور تاکید کی کہ ہر وقت حاضر رہوں اور جو کچھ معلوم حاصل ہوں ان سے انکو مطلع کروں۔

ایک مرتبہ حضرت خبابؓ نے انکے وسیع حلقہٴ درس کو دیکھ کر کہا۔ ابو عبدالرحمنؓ؟ کیا آپ کی طرح آپ کے یہ نوجوان شاگرد بھی باقاعدہ قرأت کر سکتے ہیں؟ فرمایا کہ اگر آپکی خواہش ہو تو کسی کو سنانے کا حکم دوں۔ حضرت خبابؓ نے کہا کیوں نہیں؟ حضرت عبداللہؓ نے علقمہ کی طرف اشارہ کیا۔ انہوں نے تقریباً سچاس آیتوں کی ایک سورت پڑھ کر سنائی۔ حضرت عبداللہؓ نے حضرت خبابؓ کی طرف دیکھ کر کہا۔ کیا رائے ہے؟ انہوں نے نہایت تعریف کی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے فہمائش و مناقب اور علمی افادات اور قرآن و حدیث کے سیکھنے سکھانے کے شوق و جذبہ کے واقعات بہت کچھ ہیں۔ جو تاریخ و طبقات کی کتابوں میں تفصیل کیساتھ مذکور ہیں۔ چند واقعات کے ذکر پر اکتفا کیا گیا۔ اور ان ہی سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ درسگاہ نبوی کے طالب العلم کو علوم دینیہ کے ساتھ کس قدر عشق و محبت تھی۔

(باقی آئندہ)

# مختصر حالاتِ حضرت سجادہ نشین مہموم اللہ سر

## از قلم مخدوم العالم حضرت صاحبزادہ محبوب الرسول صاحبِ قلبِ الہی

حضرت مولانا صاحبزادہ مقبول الرسول صاحب ۱۷ ذوالحجہ ۱۳۳۳ھ بمقام اللہ شریف پیدا ہوئے آپ کے بلند قبالی کے آثار بچپن سے ہو دیا تھے۔ جب آپ سن تعلیم کو پہنچے تو آپ کے قبلہ والد محترم نے حافظ اللہ دتہ صاحب کے سپرد کیا۔ آپ نے نہایت جافشانی اور محنت لیل و نہار سے چند سال میں قرآن کریم حفظ کرایا۔ ابھی عمر سات سال کی تھی کہ محترم حضرت والد صاحب قبلہ کا سایہ ہما پایہ سر سے اٹھ گیا۔ اس خود سالی میں آپ کو حضرت صاحب مہموم کا جانشین منتخب کیا گیا۔ ظاہری علم پڑھانے کے لئے مولانا فضل دین صاحب مقرر ہوئے۔ آپ نے خداداد دیانت و سرچند سال میں تمام علوم ضروریہ پر عبور کرا دیا۔ حصول علم ضروریہ کے بعد حضرت مولانا غلام حسن صاحب دُعدیا فی خلیفہ اجل علیہ حضرت لئی رحم نے تربیت باطنی کا بیڑا اٹھایا۔ حضرت مولانا علیہ الرحمۃ نے اپنے توجہات خاصہ سے چند سال میں تمام منازل سلوک مجددیہ طے کرائے۔ دوا سلوک میں معارف و حقائق اور اذواق و مواہیز کے وہ مرحلے گزرے جنکی کیفیت قید حروف میں لانا محال ہے۔ ۶ لذت میں نہ شناسی بخدا نہ چیشی + فی الجملہ عنفوان شباب میں اُس مرشد کامل کے انفاس قدسیہ کے طفیل وہ کچھ حاصل کیا جن کے لئے عرصہ دراز اور محنت شاقہ درکار ہے۔

۷۔ اس سعادت بزورِ بازو نیست + تا نہ بخشد خدائے بخشندہ +

حضرت قطب زبان مولانا دُعدیا فی علیہ الرحمۃ نے وہ امانت جو آپ نے اپنے مرشد برحق علیہ حضرت علیہ الرحمۃ لئی سے ساہا سال کی والہانہ عشق و محنت سے حاصل کی تھی۔ بلا کم و کاست اپنے شیخ کے پوتے کے سپرد کر دی ع اس کار از تو برباید و مرداں چنین کنند +

اسکے لئے علیہ حضرت علیہ الرحمۃ نے اپنی عمر میں حضرت مولانا غلام حسن صاحب کو مخاطب کر کے کنایہ بھی فرمایا تھا (تفصیل کیلئے دیکھو حالات مشائخ نقشبندیہ)۔

۱۳۴۰ھ میں آپ صاحب ارشاد ہوئے۔ طالبین، شائقین سینکڑوں کی تعداد میں پروانہ دار آپ کے گرد جمع رہنے لگے۔ تسلیک مقامات مثل ابا اجداد علیہم الرحمۃ شروع ہوئے۔ بیچ و شام حلقہ ہونے لگا۔ سلوک مجددیہ کا وہ چرچا ہوا کہ علیہ حضرت لئی کے زمانہ



چھوٹے صاحبزادے علوم کے حصول میں منہمک ہیں۔ اللہ تعالیٰ انکی عمر دراز فرمائے اور مثل آبا اجداد جامع کمالات صوری و معنوی کرے آمین یا رب العالمین \*

## آہ حضرت مقبول الرسول للہی

ہزاروں سال گزر گئے اپنی بے نوری پہ موقوف ہے \* بڑی مشکل سے موت ملے چین میں مدہ و رپیدا بمقتضائے کُلِّ مَنْ عَلَیْہَا فَاِنْ - ہر چیز کو فنا ہے - مگر ہر شی کی ایک حیثیت ہوتی ہے - کسی کے دم قدم سے کمیتیاں لہلہاتی ہیں - کسی سے گلستان کی رونق میں اضافہ ہوتا ہے - کسی سے مکان مزین - کسی سے مکین کی سجاوٹ - کسی کی ذہنیت سے محلہ آباد ہے - کسی کی حیات سے گاؤں میں چہل پہل - کسی کی ہمتی نے ملک کی زندگی میں لہر دوڑا رکھی ہوتی ہے -

سب اشیاء میں جو فضیلت انسان کو حاصل ہے اور کسی کو نہیں - اسلئے تو خالق نے اشرف المخلوقات کے خطاب سے نوازا - جس طرح یہ زندگی میں عظمت والا ہے اسکی فنا بھی گرے نقوش پیدا کرتی ہے - عموماً انسان کی موت پر غم و رنج کا اظہار ہوتا ہے - کسی انسان کی موت سے ضعیف باپ کی کمر ٹوٹ جاتی ہے - کسی کے فوت ہونے سے بچے یتیم رہ جاتے ہیں - کسی کے انتقال سے عورتیں بیوہ ہو جاتی ہیں -

کسی کے واصل باللہ ہونے سے واصلان طریقت راہ بھٹک جاتے ہیں پھر اس زمانہ میں جبکہ ظلمت و تاریکی کی گھٹائیں ہر سمت چھاٹی ہوئی ہیں - اس دور میں ایک مرد خدا کے حاصل حق ہونے سے تصوف کی دنیا میں ایسی جگہ خالی ہو گئی ہے جسکے پر کر نے کیلئے کائنات کو لاتعداد کروٹیں بدلیں پڑیں گی - حضرت للہی مرحوم جنکے سینکڑوں نہیں ہزاروں مرید مالک حقیقی سے دوستی کاٹھنے کیلئے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا عملی درس لیتے تھے - آج محتاج خضر ہیں -

آپ کے انتقال سے عالم احسان و تصوف میں بہت کمی واقع ہو گئی ہے - دعا ہے - الرحمن الرحیم ان کے صاحبزادگان کو انکے قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے -

مرحوم کی موت کوئی معمولی انسان کی موت نہیں - ایک بہت بڑے مخدوم و مخلص اور متدین

اور خدا ترس کی موت ہے - اللہ تعالیٰ مرحوم و مغفور کو اعلیٰ علیین میں جگہ اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین \*

(اندوگین ابوالفضیاء سید محمد شاہ غفرلہ بھیروی مال روپل)

# اسراء و معراج

د مولوی محمد رفیق صاحب خطیب جامع مسجد خواجگان و مدرس اسلامیہ ہائی سکول کولال

۷۔ نہ شہم نہ شبہ ہم کہ حدیث خواب گویم

چو غلام آقا ہم ہمہ ز آفتاب گویم

سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى

الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ إِنَّهُ آيَاتِنَا إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ۝

بخت بیدار نے دی دولت سرمد کی فویدہ کیوں نہ آنکھوں میں کٹے تا بہ حرا کی رات

پاک ہے وہ ذات جس نے رات و رات سیر کرائی اپنے بندے کو مسجد حرام (بیت اللہ) سے

مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) تک۔ جسکے ارد گرد کو ہم نے بابرکت کیا ہے تاکہ ہم اپنے حبیب کو اپنی آیات کا مشاہدہ کرائیں۔ واقعی اللہ تعالیٰ سمیع و بصیر ہے۔

جناب سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ۲۷ رجب کی

رات کو اپنی عمدہ محترمہ ام ہانی کے گہرا آرام فرماتے۔ روح القدس جبریل امین براق لیکر بحکم

خداوندی حاضر ہوئے۔ اور خدا کے محبوب رسول کو دعوت الہی کی خوشخبری سے مسرور فرما کر

براق پر سوار کیا۔ براق نے اپنی برق رفتاری کے ساتھ بیت المقدس پہنچایا۔ یہاں امام الانبیاء

علیہ السلام نے جماعت انبیاء کرام کو امامت کا شرف بخشا۔ وہاں سے روانہ ہو کر آسمان دنیا

پر قدم رکھا تو ابو البشر آدم علیہ السلام ”فخر ولد آدم“ کو بعد مسرت و آرزو خوش آمدید کہا۔ دوسرے

پریحیٰ و عیسیٰ علیہما السلام۔ تیسرے پر یوسف علیہ السلام چوتھے پر ادیس علیہ السلام پانچویں پر

ہارون علیہ السلام چھٹے پر موسیٰ علیہ السلام اور ساتویں آسمان پر ابراہیم علیہ السلام نے اپنے

محترم مہمان کینڈمت میں عقیدت و تحسین کے پھول پیش کئے۔ سدرۃ المنتہیٰ اور بیت المعمور

کا آپ کو مشاہدہ کرایا گیا۔ جنت و دوزخ کی سیر کرائی گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے

دو پیالے پیش کئے گئے۔ ایک میں شراب تھی اور دوسرے میں دودھ۔ مگر آپ نے شراب سے

اعراض اور دودھ کو پسند فرما کر اپنی امت کو امّ النبیات کی قطعی حرمت کا سبق دیا۔

اس مبارک اسراء و معراج سے واپسی پر حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب لوگوں

کے سامنے اس واقعہ جلیلہ کا ذکر فرمایا تو مکہ میں شور و غل مچا ہو گیا۔ کفار نے تکذیب و استہزا کیلئے جنگ و دو شروع کر دی اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے خوب سرگرمی سے کام لیا۔

ابو جہل نے پروانہ شمع رسالت را از دار نبوت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تعریفاً مخاطب کرتے ہوئے اس واقعہ کی اطلاع دی۔ صدیق بو لے خدا کی قسم اگر میرے آقا و مولیٰ نے یہ بیان فرمایا ہے تو میں بصدق دل اسکی تصدیق کرتا ہوں۔ اس میں کذب و افترا کا مطلقاً شائبہ نہیں ہو سکتا۔

جب دشمنان اسلام نے اس صورت میں بھی مسلمانوں کو ثابت قدم پایا تو رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف سوالات کرنے شروع کر دیئے۔

کفار نے بیت المقدس اور اپنے قافلے کے متعلق استفسار کیا تو آپ نے بیت المقدس کے تفصیلی کوائف بیان فرما دیئے۔ اور فرمایا۔ تمہارا قافلہ میں نے روحا میں دیکھا تھا۔ اور فلاں روز سورج طلوع ہوتے ہی فلاں سمت سے قافلہ وارد مکہ ہو گا۔ اور سب سے آگے فلاں آدمی اس قسم کے اونٹ پر سوار ہو گا۔ حتیٰ کہ بنی امی علیہ التیجۃ والسلام نے منکرین کا ناپٹہ بند کر دیا۔ نور حق ظاہر ہوا چوں آفتاب چہ شہرہ باطل چھپی اندر حجاب

**منکرین معراج کیلئے لمحہ فکریہ!**

حق تعالیٰ نے آیت مذکور کے اندر اپنی شان جلالی و جمالی کے

بیان کے بعد نہایت اہتمام کیساتھ ارشاد فرمایا کہ ہم نے اپنے عبد کو سیر کراتی ..... عربی لغت و اصطلاح سے واقف حضرات کے ہاں یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ اسرار جسم مع الرمح کے سیر کرانے کا نام ہے۔ اور انہی دونوں چیزوں کے مجموعہ پر عبد کا اطلاق ہوتا ہے۔ نہ صرف روح یا جسد پر۔ لہذا ثابت ہوا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بحالت بیداری بمع جسد عنصری معراج کا شرف حاصل ہوا۔

مگر بعض مغریت زدہ کوتاہ نظر لمحہ ..... عقل کی آڑ لیکر معراج جسمانی کا انکار کر بیٹھے ہیں۔ لیکن ان کے لئے یہ مقام فکر ہے کہ جب نائٹروجن کی طاقت سے بڑے بڑے وزنی جہاز غیر معمولی سرعت سے دس ہزار فٹ کی بلندی پر پرواز کر سکتے ہیں۔ تو اگر آقائے نامدار سرور دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی قدرت کاملہ کے کرشموں سے اپنے لطیف جسم کے ساتھ اس قدر مسافت کو تھوڑی سی مدت میں طے فرمائیں تو اس میں کونسا استحالہ ہے۔ آنکھ کی

شعاع جسم ہے مگر اسقدر تیز رفتار کہ ایک ہی آن میں آسمان اور ستاروں تک جا پہنچتی ہے۔  
لہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج میں بھی قدرت الہی کا انکار بعید از انصاف ہے۔

اگر اس معراج سے مراد معراج روحانی اور بحالت خواب لیا جائے..... تو میان واقعہ پر  
کافروں کے انکار واضطراب اور غیر معمولی شور و غل کا کیا معنی؟ کفار نے اسقدر اعتراضات  
و سوالات کیوں کئے؟ حالانکہ روحانی معراج کے تو وہ بھی قائل تھے۔ کفار نے بیت المقدس  
اور قافلہ کے متعلق سوال کیا اور حضور نے مکمل جواب دیکر ان کو خاموش فرما دیا۔ حضرت  
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے صبح آکر دریافت کیا یا رسول اللہ آپ رات کو کہاں تھے میں نے آپ کی  
جگہ آپ کی تلاش کیا مگر آپ کو نہ پایا۔ تو آپ نے فرمایا میں اسوقت بیت المقدس اور آسمانوں کی  
سیر کر رہا تھا۔ ان سب حقائق و واقعات سے یہ لامحالہ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت کو معراج کا  
شرف بہ حالت بیداری بمع جسد عسری عطا ہوا \*۔

## تبلیغی کتابیں!

## جام حیات

حیات بعد الموت کے جملہ مسائل قرآن کریم اور حدیث نبوی علی صاحبہا التحیۃ والسلام کی  
روشنی میں ایک جامع۔ اور دل آزار طرز تحریر سے مبرا کتاب تحریر کرائی گئی ہے۔ جو کہ ہر دو فریق کے لئے مشعلِ حیات  
ثابت ہو سکتی ہے۔ حضرت مولانا ظہور احمد صاحب مرحوم نے یہ کتاب مولانا محمد حسین صاحب شوق سابق  
صدر المدین دارالعلوم عزیزہ سے اپنی زیر نگرانی تحریر کرائی تھی۔ جو کہ اب کاغذ کی گرانی کے باوجود طبع کرائی گئی  
ہے۔ کتاب دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ قیمت صرف ۴۰ محمول ڈاک ۱۰

## تاریخ نقشبندیہ

مؤلفہ مولانا حکیم طاہر عبدالرسول صاحب بکھروی مرحوم۔ اس کتاب میں مرزا  
قادیاہی کے ان اعتراضات کا مدلل جواب دیا گیا ہے جو کہ صوفیاء کرام  
پر کئے تھے۔ قیمت صرف ۴۰ محمول ڈاک ۱۰

ملنے کا پتہ: مینیجر جدیدہ شمس الاسلام بھیرہ (مغربی پاکستان)  
سرخ نشان ○ دائرہ میں سرخ نشان سالانہ چندہ ختم ہونے کی علامت ہے۔ آئندہ ماہ کار سالہ بذریعہ  
دی۔ پی۔ ارسال ہوگا۔ جسکے زائد اخراجات بچنے کیلئے بہتر صورت یہ ہے کہ آپ اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیجیں۔ خریداری منظور  
نہد تو اطلاع دیں۔ خدا را دی۔ پی۔ واپس فرما کر ایک اسلامی ادارے کو نافع نقصان نہ پہنچائیں۔ خط و کتابت کرتے وقت